ماہنامہ علم و عمل لاہور

LRL نمبر 244

زیر سرپرستی
حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم

شمارہ نمبر: 9 ◉ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ جولائی 2004ء ◉ جلد نمبر: 2

دُعاء
الحاج حضرت اقدس محمد عشرت علی قیصر صاحب
دامت برکاتہم

مدیر
محمد عتیق الرحمٰن
مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

بیاد
حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب
نور اللہ مرقدہ

مسیح الامت
حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ

عارف باللہ
حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ

مجلس مشاورت
حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب استاذ الحدیث دار العلوم کراچی
مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور
قاری محمد اسحاق صاحب مدیر محاسن اسلام ملتان

معاونین
* مولانا محمد نوید صاحب * مولانا محمد طیب صاحب
* شیخ محمد تنویر صاحب * ناصر نواز صاحب

فی شمارہ 5	ہر انگریزی کی ماہ 2 یا 3 تاریخ کو روانہ کیا جاتا ہے اس کے علاوہ کوئی شخص منگوانا چاہیں تو فی رسالہ 9 روپے کا بھیجا جا سکتا ہے	سالانہ زر مبادلہ بمع ڈاک خرچ: 75

دفتر
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروز پور روڈ
سوا گجومتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور
موبائل: 0300-4138738 فون: 042-5272270

عکاظ پرنٹرز شمع پلازہ لاہور

ماہ جولائی ۲۰۰۴

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین .اما بعد۔

چار کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بطور مہمان خصوصی بلایا ہے

خاص وردی اور خاص شکل وصورت والے کو چند چیزیں ساتھ لانے اور چند چیزیں چھوڑ کر آنے کو فرمایا۔
چار شرائط جو مرد وعورت بھی پوری کردے تو وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہمیشہ کیلئے مہمان ہے۔خاص وردی سے مراد بالکل سادہ لباس شرعی لباس اور پینٹ کوٹ، کالر،ٹائی وغیرہ کی مشقت سے ہٹ کر سادہ سفید ہو تو بہتر ورنہ کوئی بھی رنگ ہو۔بندہ اپنی ساری زندگی کیلئے منتخب کرلے۔عورتوں کیلئے خاص وردی سے مراد گھر میں بھی صحیح اور سادہ لباس ہو یعنی کافروں اور مردوں سے مشابہت نہ ہو اور بوقت ضرورت باہر نکلیں تو جسم کو پورے طریقے سے چھپا کر نکلیں۔برقعہ سادہ ہو قابل کشش ورغبت نہ ہو۔خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔نگاہیں نیچی رکھیں۔شکل وصورت مردوں کی باشرع ہو۔داڑھی کاٹ کر عورتوں جیسی مشابہت نہ اختیار کر رکھی ہو۔داڑھی کا ٹنا یا منڈانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ جو بارہ مہینے چوبیس گھنٹے(ڈے اینڈ نائٹ) صبح دوپہر شام ہر وقت لکھا جاتا رہتا ہے۔اس لئے پہلی فرصت میں اس سے توبہ کرنی چاہئے۔عورتوں کو شکل وصورت ہر وقت درست رکھنے میں منہ کے بال،بھویں وغیرہ نہ بنوانا ،سادہ شکل وصورت اختیار کرنا شامل ہے۔اسی رسالے کے صفحہ نمبر ۲۲ پر حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کا ذکر ہے ان جیسی خاتون بننے کی کوشش کریں۔مردوں وعورتوں کیلئے یہ دو شرطوں کی تیاری ہوئی۔بقایا دو شرطیں یہ ہیں کہ تمام مردوں وعورتوں کی عقائد،عبادات معاملات معاشرت اور اخلاق میں کارکردگی اچھی ہو۔اور دوسرا یہ کہ دنیا یا مال ودولت،حسن وجمال اور تمام گناہوں کے کاموں اور باتوں سے دور رہے۔جب حق تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہوگی حق تعالیٰ نے بلایا ہے۔سورۃ فجر میں فرمایا ہے کہ اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا خوش وخرم ہو کر اور میرے بندوں (مہمانوں) میں شامل ہو کر جنت میں چلی جا یا اطمینان والی جان مرد کی ہو یا عورت کی یہ چار کام کرنے سے اس کی تیاری مکمل ہو سکتی ہے۔حق تعالیٰ جل شانہ کے سامنے جانے کے لئے تیاری یہ نہیں ہے کہ پینٹ کوٹ پہن لی یا کریم سرخی لگا لی اور چل دیئے بلکہ دین کی اتباع اور سنت پر عمل کرکے ہر وقت ان کے پاس جانے کی تیاری کرنی چاہئے کسی وقت بھی وہ بلا سکتے ہیں۔ان کے پاس ہمیشہ کیلئے راحت وسکون چاہئے تو دنیا میں ان کی بات مان لیں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

امین ثم امین و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین.

فہم القرآن

جھوٹ کی وجہ سے منافق کو سزا

شیخ التفسیر علامہ حضرت
مولانا محمد سرفراز صاحب
دامت برکاتہم

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ. فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ. (البقرة: ۹، ۱۰)

ترجمہ: ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اور ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ﴿وَمَا يَخْدَعُوْنَ﴾ اور نہیں دغا بازی کرتے ﴿اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ مگر اپنی جانوں کے ساتھ ﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ اور نہیں وہ شعور رکھتے ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ان کے دلوں میں مرض بیماری ہے ﴿فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ پس زیادہ کردی اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ اور ان کے واسطے عذاب ہوگا دردناک ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں

تشریح وتفسیر: ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ اللہ تعالیٰ سے ایسا معاملہ کرتے ہیں جو دغا بازی کا ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ کو تو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا دھوکا تو اس کو دیا جاتا ہے جس کو علم نہ ہو۔ رب تعالیٰ سے کون سی چیز مخفی ہے۔ اس واسطے مفسرین فرماتے ہیں صَنِيْعُهُمْ كَصَنِيْعِ خَادِعٍ ان کا یہ معاملہ اس طرح ہے جیسے دھوکے بازوں کا ہوتا ہے۔ حقیقتاً رب کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ اللہ تعالیٰ سے دغابازی فریب کاری کرتے ہیں۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اور ان لوگوں سے جو مومن ہیں اٰمَنَّا کہہ کر ان کو دھوکا دیتے ہیں ﴿وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ اور حقیقت میں وہ دھوکا نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو کیونکہ اس کا وبال ان کی اپنی جانوں پر پڑے گا۔ ﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾ اور ان کو شعور بھی نہیں۔ ایک ہوتا ہے علم ایک ہوتا ہے شعور۔ "علم" تو اس مخلوق کے ساتھ خاص ہے جو عقل والی ہے فرشتے ہیں، انسان ہیں، جنات ہیں۔ "شعور" کا معنی ہیں اپنے آپ پر آنے والے حالات کا احساس وادراک کرنا جیسا کہ حیوانات کو سردی بھی لگتی ہے گرمی بھی لگتی ہے، بھوک کو بھی سمجھتے ہیں، پیاس کو بھی سمجھتے ہیں مگر یہ منافق ایسے ہیں کہ ان کو حیوانات جیسا شعور بھی نہیں ہے۔ اپنا نقصان کرتے ہیں اور اپنے اس نقصان کے شعور سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ ان کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے۔ جوں جوں دن گزرتے جاتے ہیں نیک لوگ نیکیاں کماتے ہیں اعمال صالحہ کرتے ہیں اور یہ جو منافق ہیں ان کا نفاق دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سخت عذاب ملے گا۔ سب سے زیادہ سخت عذاب منافق کے لیے ہے۔ اس کی وجہ ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ اس واسطے کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹ اس طرح کہ ابھی تم نے سنا ہے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، آخرت کے دن پر مگر مومن نہیں ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا جھوٹ ہوگا کہ زبان کسی طرف اور دل کسی طرف۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں اس واسطے ان کو دردناک سزا ہوگی۔

☆☆☆☆☆

باسمہ تعالیٰ

حدیث پاک پڑھانے والوں کے پانچ درجے ہیں اور ہر درجہ کے حدیث پڑھانے والے کا الگ نام ہے۔(۱) مُسنِد جو شخص صرف ایک حدیث پاک بھی سند کے ساتھ پڑھادے یا وعظ میں بیان کردے اس کو مسند کہتے ھیں۔یعنی سند بیان کرنے والا۔ سندان حضرات کے ناموں کو کہتے ہیں جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک حدیث پاک پہنچائی۔(۲) مُحدِّث پہلے علماء کے نزدیک محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ حدیثیں سند کے ساتھ یاد ہوں۔بعد کے علماء کے نزدیک محدث اس شخص کو کہتے ہیں جو حدیث پاک پڑھانے میں مشہور ہو۔(۳) حافظ الحدیث ہر وہ شخص ہے جسکو ایک لاکھ حدیثیں سند کے ساتھ یاد ہوں۔ پہلے علماء کے نزدیک محدث اور حافظ میں کوئی فرق نہیں،بعد کے علماء نے فرق کردیا۔

(۴) حُجَّت ہر اُس شخص کو کہتے ہیں جسکو تین لاکھ حدیثیں سند کے ساتھ یاد ہوں۔

(۵) حاکم:۔ ہر وہ شخص ہے کہ جو حدیثیں دنیا بھر میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں وہ سب اس کو سند کے ساتھ یاد ہوں اور حدیث نقل کرنے والے حضرات کے حالات بھی اُسے یاد ہوں اور جرح وتعدیل کے فن میں بھی وہ ماہر ہو۔ جرح کے معنیٰ ہیں کہ کسی نقل کرنے والے کو کمزور کہنا اور تعدیل یہ ہے کہ نقل کرنے والے کو قابلِ اعتماد کہنا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ محمد سرور عفی عنہ

آپ کا یہ رسالہ علم وعمل
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان
صاحب دامت برکاتہم

کی نظر میں

آپ کا مجلّہ (علم وعمل) مسلسل باعث اطمینان اور ذریعہ رشد و اصلاح اور وسیلہ تربیت اور تزکیہ نفس ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور توفیق خاص سے نوازے آمین۔ واقعی ماہنامہ علم وعمل اسم بامسمیٰ ہے ہمارے اسلاف کرام کے اقوال زریں اور نصائح قلبی کا گلدستہ ہے حسن باطنی کے ساتھ حسنِ ظاہری کا بھی حسین امتزاج ہے۔میری دعا ہے کہ جامعہ عبد اللہ بن عمر اپنے نیک مقاصد میں کامیاب اور کامران رہے اور اس کی جملہ ضروریات خزانہ غیب سے پوری اور پایہ تکمیل تک پہنچیں آمین۔

ازدعاگو

محمد حسن جان پشاور صدر

توبہ واستغفار

مولانا عبدالرحمن صاحب
نائب مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر

سلف صالحین کے اَخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دن رات بکثرت توبہ واستغفار کرتے تھے کیونکہ ان کو یقین ہوتا کہ وہ اپنے کسی فعل حتیٰ کہ عبادات میں بھی گناہ سے محفوظ نہیں۔ تو وہ عبادات میں خشوع اور مراقبے کی کمی پر استغفار کرتے۔

گناہوں کا علاج استغفار ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو میں تمہیں تمہارے مرض اور علاج سے اطلاع دیتا ہوں تمہارے مرض تو گناہ ہیں اور تمہارا علاج استغفار۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے تعجب ہے اُس پر جو نا اُمید ہو حالانکہ نجات اُس کے پاس ہے۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا کہ نجات کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کثرت استغفار۔

فضیل بن عیاض فرماتے تھے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا بغیر اِس کے کہ گناہوں سے طبعیت اُکھڑ جائے جھوٹوں کی توبہ ہے۔ (یعنی استغفار کا تقاضا یہ ہے کہ طبعیت بھی گناہوں سے متنفر ہو جائے)

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ فرماتے تھے ایک گناہ کا ترک کرنا خواہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو ہزار حج اور ہزار غلام آزاد کرنے سے زیادہ رحمت کا امیدوار بناتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک جھوٹ یا وعدہ خلافی یا بُری نظر کا چھوڑنا اُن کثیر نوافل کی نسبت جن کے ساتھ جھوٹ بُری نظر یا وعدہ خلافی بھی ہو رحمت اور مغفرت کا زیادہ اُمیدوار بناتا ہے۔

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ فرماتی تھیں ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہے یعنی اس لیے کہ اس میں سچائی نہیں ہوتی۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے تھے میں اپنے ایک ہمسائے کے پاس گیا وہ بیمار تھا اور گناہگار تھا۔ میں نے کہا تو اللہ سے توبہ کا عہد کر شاید تجھے شفاء حاصل ہو اس پر وہ رو پڑا۔ میں نے گھر کے ایک کونے سے ہاتف (غیبی آواز) کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر اس کا عہد تیرے عہد جیسا ہے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تو نے کئی بار ہم سے عہد کیا لیکن ہم نے تجھے کاذب (جھوٹا) ہی دیکھا راوی کہتا ہے اُس وقت مالک رحمہ اللہ پر غشی طاری ہو گئی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں مگر توبہ کے دروازے پر ایک فرشتہ ہے جو اُسے بند نہیں ہونے دیتا۔

ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

اصلاح کا آسان نسخہ

درکار خانۂ عشق از کفر گزیر است
آتش کرا بسوزد گر بو لہب نباشب

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ جزاء الاعمال میں تحریر فرمایا ہے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا و سزا واقع ہوگی اس طرح دنیا میں بھی بعض اعمال پر جزا اور سزا واقع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں اس کے برعکس معاصی (گناہوں) کے ارتکاب سے بطور سزا کے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور برکتوں سے محرومی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل اطاعات کی توفیق فرمائے اور جملہ معاصی سے نجات دے آمین

ایسی اطاعات (نیکیاں) جن کی پابندی سے امید ہے کہ دوسری اطاعات (نیکیوں) کا سلسلہ قائم ہو جاوے (۱) ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں اور شریعت وحقیقت کے جامع ہوں ایسے بزرگوں کی صحبت وخدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کی برکات خود دیکھ لے گا۔ (۲) ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت نماز پڑھتا رہے۔ اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ اس کی حالت درست رہے گی۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (۳) ان میں سے لوگوں سے کم بولنا، کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو تو سوچ کر بولنا ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔

(۴) ایک ان میں محاسبہ ومراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال وافعال واحوال پر ان کی نظر ہے۔ یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں

(۵) ایک ان میں توبہ واستغفار ہے جب کوئی لغزش ہو جائے تو توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو روئے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے یہ پانچ چیزیں ہوئیں۔ ایسے گناہ جن کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ تقریباً سب گناہوں سے نجات ہو جاتی ہے

۔(۱) ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و آخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس میں آج کل لوگ مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سنے نہ اچھا نہ برا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے۔ اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کی اس کو فرصت ملتی ہے (۲) ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا بدنی

بقیہ صفحہ ۲۰ پر

چوتھی قسط — غیبت کی کہاں کہاں اجازت ہے؟

جناب علی بہادر صاحب

یاد رکھو! جب تک غیبت کرنے اور سننے کو دل سے بُرا نہ سمجھو گے تو اُس وقت تک غیبت کے گناہ سے نہ بچو گے۔ کیونکہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں برابر ہیں۔ اور جس طرح زبان سے غیبت کرنا حرام ہے اِسی طرح دل سے غیبت کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ چند صورتوں میں خاص لوگوں کی غیبت کرنا جائز ہے۔ جس کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں:

(۱) مظلوم کو ظالم کی غیبت کرنا جائز ہے
مظلوم شخص ظالم کی شکایت اگر افسر اعلیٰ تک پہنچائے اور اپنے اوپر سے ظلم رفع (دور) کرنے کی نیت سے اس کے مظالم بیان کرے تو گناہ نہیں ہے۔ البتہ ظالم کے عیوب کا ایسے لوگوں سے بیان کرنا جنہیں ان کو سزا دینے یا مظلوم کے اوپر سے ظلم رفع کرنے کی طاقت نہ ہو بدستور غیبت میں داخل اور حرام ہے۔ (۲) کسی شخص سے کوئی بدعت یا خلافِ شرع امر کے رفع کرنے میں مدد لینی ہو یا کسی کو اُس کے فتنے سے بچانا ہو تو اُس سے بھی اُن بدعتی لوگوں کا حال بیان کرنا اگر چہ انکی غیبت کرنا ہے مگر جائز ہے (۳) اگر کوئی شخص کسی سے نکاح یا خرید و فروخت کا معاملہ کرتا ہے اور تم کو علم ہو کہ اِس معاملے میں ناواقفیت کی وجہ سے اُسکا نقصان ہے تو اُس کو نقصان سے بچانے کے لیے اُس کا حال بیان کرنا بھی جائز ہے۔ (۴) اگر کوئی شخص ایسے نام سے مشہور ہو گیا ہو جس میں عیب ظاہر ہوتا ہو مثلاً لنگڑا ہے تو اس نام سے اُن کا پتہ بتانا غیبت میں داخل نہیں ہے۔ پھر بھی اگر دوسرا پتہ بتلا دے تو بہتر ہے تا کہ غیبت کی صورت بھی پیدا نہ ہو۔ فاسق کے بھی کسی ایسے گناہ کا ذکر کرنا جو اُس کو ناگوار گزرے بلا عذر خاص جائز نہیں ہے۔ (بشرطیکہ کھلم کھلا گناہ نہ کرتا ہو۔) (۵)

حدیث میں آیا ہے کہ آگ جو گھاس میں اثر کرتی ہے غیبت اس سے جلد اور زیادہ اثر مسلمانوں کی نیکیوں میں کرتی ہے یعنی غیبت کرنے سے نیک اعمال گل جاتے ہیں۔

اَب ذرا سوچو! کہ جب کوئی نیکوکار شخص جس نے دُنیا میں مشقتیں اُٹھا کر نیکیاں جمع کی تھیں جب قیامت کے دِن اعمالنامہ خالی دیکھے گا تو اُس کو معلوم ہو گا کہ غیبت کی وجہ سے اسکی نیکیاں اس شخص کے اعمالنامہ میں لکھ دی گئی ہیں جس کی وہ غیبت کیا کرتا تھا تو (وہ شخص) کس قدر حسرت و افسوس کرے گا۔

یوں سمجھو کہ تمہارا ذرا سا عیب جتنا تم کو نقصان پہنچائے گا دوسروں کا بڑا عیب بھی تم کو اس قدر نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور اگر تمھیں اپنا عیب نظر نہ آئے تو یہ خود ایسا عیب ہے جسکے برابر کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ کوئی انسان عیب سے خالی نہیں ہے۔ پس اپنے آپ کو بے عیب سمجھنا تو بڑا سخت عیب ہے۔ اگر اتفاقاً کسی شخص کی غیبت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور اُس شخص کے پاس جا کر غیبت کی خطا (غلطی) معاف کراؤ۔ اگر اس سے نہ مل سکو تو اُس کے لیے دعائے مغفرت مانگو اور خیرات کر کے اس کی روح کو ایصالِ ثواب کرو۔

(تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ، ص ۱۹۲ تا ۹۵)

صرف عصر کی جماعت

فوت ہونے سے حدیث شریف کے مطابق اتنا نقصان ہے جیسے کہ سارا خاندان اور مکمل مال و دولت ہلاک ہو جائے

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

شان عشق شیخ

قسط 2

حالات وکمالات حضرت مخدوم الملت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ از خلیفہ ارشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ

بہر حال حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عشق شیخ کی وجہ سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لاہور اور امرتسر تشریف لانے کا واقعہ کثرت سے بیان فرمایا کرتے تھے، بڑے مزے سے یہ بھی بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لاہور "لاحول"، امرتسر "امرت بدسر"، اسی واقعہ کے متعلق یہ بھی کئی دفعہ بیان فرمایا کہ میرے بھتیجے (حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے) عرفان نے انہیں دنوں میں خواب دیکھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امرتسر گاڑی پر تشریف لائے ہیں اور بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا ہے کہ "محمد حسن کے سوا کسی کو ملنے کی اجازت نہیں"۔ اسی واقعہ کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے لاہور میں حضرت کی دعوت کی حضرت نے دو چپاتیوں کیلئے لاہور سے امرتسر تشریف لے جانا قبول فرما لیا یہ حضرت کی شفقت تھی یہ بھی فرمایا کہ حضرت نے ہمارے بالا خانے میں کچھ فرمایا۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ ملفوظ تو نقل کرنا چاہیے تھا لیکن کوئی نقل کا وہاں انتظام نہ تھا بعد میں وہ ملفوظ چھپا اور یہ بھی چھپا کہ امرتسر میں فلاں بالا خانہ میں یہ فرمایا تھا، میں حیران رہ گیا۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ بھی بار بار بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا مجلس خاص تھی، میں تھا اور حضرت تھے کہ حضرت میں اگر کروڑ برس بھی (غالباً یہی لفظ تھا یا ساری عمر کا لفظ تھا) سجدہ میں پڑا رہوں تو اس نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ حق تعالیٰ نے خانقاہ سے تعلق جوڑ دیا فرمایا (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہ آپکو ایسا ہی سمجھنا چاہیے مجھ سے تعلق کوئی معمولی تعلق ہے مجھ سے تعلق حق تعالیٰ سے تعلق ہے۔

یہ بھی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علاج کے سلسلہ میں جب لکھنؤ تشریف لے گئے تھے اور میں بھی وہاں حاضر ہوا تو کوئی صاحب مجھے وعظ کیلئے لے گئے واپسی پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ میرا وعظ ہی کیا ہے حضرت کے ملفوظات بیان کر دیئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی تو وعظ ہے۔

لکھنؤ ہی کا واقعہ نقل فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا اُفوہ بدبو آ رہی ہے کپڑا جلنے کی بدبو آ رہی ہے مکان میں ہر طرف دیکھا گیا کچھ نہ ملا پھر فرمایا اُفوہ بدبو آ رہی ہے تو خواجہ صاحب دور تشریف لے گئے اور بہت دور جا کر دیکھا کہ ایک جگہ کپڑا جل رہا ہے یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لفافہ کے بارے میں فرمایا کہ اُفوہ لوگ کتنی بے احتیاطی کرتے ہیں مرچوں والے ہاتھوں سے لفافہ بند کیا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ لکھنؤ میں جب ہر قسم کے علماء فضلاء حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے جانے لگے تو ارشاد فرمایا ظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ یعنی حق تعالیٰ نے سب مخالفین کو جھکا دیا۔ اخیر زمانہ میں جب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضعف کی وجہ سے خود زیادہ گفتگو نہ فرما سکتے تھے تو صاحبزادے

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

☆ **اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا بھول جائے تو کیا پڑھے؟**

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو (شخص کھانے کے) شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ (پڑھنا) بھول جائے تو جب یاد آجائے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں اول میں بھی اور آخر میں بھی) پڑھ لے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کھانے پر بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا بھول جائے تو جب وہ (کھانے سے) فارغ ہو تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے۔

☆ **جب پہلا لقمہ لے تو کیا پڑھے؟**

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا لقمہ لیتے تو یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ (اے وسیع مغفرت والے) پڑھتے۔

☆ **ہر تین لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہ:**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے ہیں اور ہر تین لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہ فرما رہے ہیں۔

☆ **لقمہ کھانے کے بعد کیا پڑھے؟**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور ایک گھونٹ پانی پیئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

☆ **کسی کو کھانے پر بُلائے تو کیا کہے؟**

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب آجاؤ، بِسْمِ اللّٰہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور قریب سے کھاؤ۔ (ترمذی)

اپنے ساتھ کھانا کھانے والے کو نصیحت:

اِس حدیث پاک سے جیسے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کھانے کے لیے کسی کو کیسے بُلایا جائے گا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص ساتھ کھانا کھا رہا ہو تو نرمی اور شفقت کے ساتھ اُس کو نصیحت بھی کر سکتے ہیں۔

(حصن حصین، دافع السہو والغفلۃ، الدعاء المسنون)

وصیت اور اس کا طریقہ

مولانا محمد نوید خان صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر

وصیت کی اہمیت: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو“۔(متفق علیہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص وصیت کر کے دنیا سے گیا وہ سیدھے راستہ پر اور سنت والے راستہ پر دنیا سے گیا اور تقویٰ اور شہادت پر مرا اور مغفرت کی حالت میں دنیا سے گیا“۔(ابن ماجہ) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کے ذمے کوئی حق واجب ہے تو اس پر اسکی وصیت لکھنا ضروری ہے اور اگر کوئی حق اسکے ذمہ نہیں تو بھی وصیت کرنا مغفرت اور بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیھما السلام نے اپنی اولاد کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقت رحلت اپنی اولاد سے یہ وعدہ اور اقرار لیا تھا کہ میرے بعد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے رہو گے اور صرف اسی کے سامنے جھکو گے۔**وصیت لکھنے کیلئے بہتر اور آسان صورت** یہ ہے کہ ایک کاپی تیار کرلی جائے اور اس کے سرورق پر ”وصیت نامہ“ لکھ دیا جائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے کئی کئی صفحات خاص کر لئے جائیں تا کہ وقتاً فوقتاً لکھے ہوئے کو مٹانا یا کوئی تبدیلی کرنا چاہئیں تو آسانی ہو اور وصیت لکھ کر اپنے گھر والوں کو اس کے متعلق بتا دے تا کہ اگر زندگی میں ادائیگی ممکن نہ ہو سکے تو بعد الوفات حقوق ادا کئے جا سکیں۔اگر وصیت کر رکھی ہو کہ میرے مرنے کے بعد ان کو ادا کر دیا جائے اور پھر کوئی نہ کرے تو یہ مرنے والا بری الذمہ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ سیدھا جنت میں جائے گا۔

حقوق اللہ کے متعلق وصیت کرنے کا طریقہ: حقوق اللہ میں کچھ تو وہ چیزیں جن سے حق تعالیٰ نے منع کیا ہے جیسے شراب پینا، بدنظری کرنا وغیرہ ان میں اگر کوتاہی ہوئی ہے تو محض توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اور کچھ چیزیں حقوق اللہ میں ایسی ہیں کہ جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اس کے متعلق کوتاہی ہوئی ہو تو محض توبہ کافی نہیں بلکہ ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔عموماً مندرجہ ذیل امور میں کوتاہی ہوتی ہے:(۱) نماز: اگر بالغ ہونے کے بعد نمازیں چھوڑیں ہوں تو اب ان کی قضاء پڑھنی پڑے گی اور قضاء صرف فرائض اور تین وتر کی کی جائے گی اور ایک دن کی اس حساب سے بیس (۲۰) رکعات ہوئیں یعنی ۱۷ فرض اور ۳ وتر لھذا اندازہ کر کے وصیت نامہ میں لکھ دے کہ مجھ پر اتنے دنوں یا اتنے سالوں کی قضاء نمازیں ذمے میں ہیں اور میں نے فلاں تاریخ سے قضاء پڑھنا شروع کر دی ہے اور روزانہ اتنے دنوں کی مثلاً تین یا دو یا ایک دن کی ادا

ہو جائیں گی اگر اس سے پہلے مر گیا تو فدیہ اتنی نمازوں کا دے دیا جائے جو نہیں پڑھ سکا۔ (ایک نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہوتا ہے)۔ (۲) روزہ: روزے اگر نہیں رکھے تو ان کی تعداد لکھ دے ان کی قضاء بھی شروع کردے اور اگر کسی صورت میں کفارہ بھی لازم آتا ہو تو یہ بھی لکھ دے اور اس میں جتنے ادا ہوتے جائیں وہ وصیت میں لکھتا جائے اور ادائیگی سے قبل فوت ہونے کی صورت میں فدیہ دے جائے۔ (۳) زکوٰۃ: اگر اس میں کوتاہی ہوئی ہو تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا اندازہ کر کے رقم لکھ دے اور ادا کرنا شروع کردے (۴) حج: اگر حج فرض ہو چکا تھا اور نہیں کیا تو اس کے متعلق بھی لکھ دے اور اس کی ادائیگی کی فوراً کوشش کردے اور اگر اب اتنا ضعیف ہو کہ خود نہ جاسکتا ہو تو کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لئے بھیج دے۔ (۵) قربانی: عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہ کی تو گذشتہ سالوں کی قربانی کے جانوروں کی قیمت کا اندازہ کر کے رقم مساکین پر صدقہ کردے۔ (۶) صدقۂ فطر (۷) سجدہ تلاوت، ان میں کوتاہی ہوئی ہو تو دونوں کا اندازہ کر کے لکھ دے اور ان کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے۔ اوپر جتنے بھی حقوق ذکر کئے گئے ہیں ان میں عموماً کوتاہی ہوتی ہے اس لئے ان کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی اگر حقوق ذمے میں ہوں تو لکھ کر ادائیگی شروع کردے اور تمام حقوق کی ادائیگی کا وصیت نامے میں اندراج کرتا رہے۔

حقوق العباد کے متعلق وصیت کا طریقہ: اس کے بعد حقوق العباد کا جائزہ لیں۔ بندوں کے چار قسم کے حقوق میں کوتاہی ہوسکتی ہے: (۱) "مالی" کہ کسی کو مال دینا ذمے میں ہو خواہ قرض کی صورت میں ہو خواہ کسی اور طریقے سے ذمے میں آتے ہوں تو اس کے متعلق بھی لکھ دے اور ادا کرے (۲) "جانی" کہ کسی کو بدنی تکلیف پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگے (۳) "عزت وآبرو" مثلاً کسی کو گالی دی ہو یا غیبت کی ہو اور اس کو علم ہو گیا ہو تو اس سے معافی مانگے (۴) "دینی" کہ کسی کو غلط مسئلہ بتایا ہو تو اس کو صحیح مسئلہ بتائے اور معافی مانگے۔ اگر کسی حق والے کا پتہ باوجود تلاش کے نہ مل سکا تو وہ جو اس کو ادا کرنا ہے اس کی طرف سے نیت کر کے خیرات کردے اور جہاں صرف معافی مانگنی کی ضرورت ہو تو اس صورت میں ساری زندگی اس کے حق میں دعا کی جائے اور نماز اور قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ ان کو آپ سے راضی کردیں گے۔ **تنبیہ:** تمام حقوق خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ہوں، ان کے ذمے میں ہونے یا نہ ہونے کا صحیح اندازہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ جب دین کے تمام ضروری مسائل سے واقف ہو۔ اس لئے مسائل سے واقفیت کیلئے ایک آسان حل "بہشتی زیور" کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

آمین

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کچھ عرصے سے کافی علیل ہیں اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب بھی چند دنوں سے ہسپتال ایمرجنسی میں داخل ہیں گردوں کی تکلیف ہے اور حضرت مولانا زمیر احمد صاحب کچھ عرصہ سے شدید بیمار ہیں اور حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب کے گھٹنوں میں کافی درد ہے ان چاروں حضرات کی صحت وعافیت کیلئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت

مولانا محمد طیب صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر

رمضان شریف کے فرضی روزوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں نفلی روزے بھی رکھنے چاہیئے۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن صرف اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسکو جہنم سے اس کوے کی عمر جتنا دور کردیں گے جو اپنے بچپن میں اڑا ہو اور بوڑھا ہو کر کے مر گیا ہو۔ (مسند احمد)

فائدہ: اس حدیث میں کوے کی مثال دی گئی ہے کیونکہ کوے کی اوسط عمر دوسو سال ہوتی ہے۔ گویا ایک نفلی روزہ رکھنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کوے کی مسلسل دوسو سال کی اڑان کے برابر دوزخ سے دور کردیں گے۔

ایام بیض سے مراد: مشہور اور صحیح قول کے مطابق چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ ہے۔ (ریاض الصالحین)

ایام بیض کہنے کی وجہ: (۱) "بیض" ابیض کی جمع ہے بمعنی سفید روشن۔ ان ایام کو ایام بیض (روشن دن) اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں چاند کی روشنی کی وجہ سے خوب روشن ہوتی ہیں۔ ان ایام کے بعد چاند بتدریج گھٹنا شروع ہوجاتا ہے۔ (نزهة المتقين ۲ / ۸۹۰) (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر اتارا تو دھوپ نے ان کو جلا ڈالا اور ان کے بدن کی کھال سیاہ ہوگئی۔ جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: اے آدم! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری کھال سفید ہو جائے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: بالکل (چاہتا ہوں)۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ تم ہر مہینے میں ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کو روزے رکھا کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کے کہنے کے مطابق جب پہلے دن (۱۳ تاریخ) کا روزہ رکھا تو ان کے بدن کی ایک تہائی کھال گوری ہوگئی، جب دوسرے دن (۱۴ تاریخ) کا روزہ رکھا تو دو تہائی کھال گوری ہوگئی، جب تیسرے دن (۱۵ تاریخ) کا روزہ رکھا تو ان کے بدن کی ساری کھال گوری ہوگئی اس لیے ان ایام کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص ۴۷۶)

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت: (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم) (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کا ارادہ کرے تو ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کا روزہ رکھ۔ (ترمذی)

فائدہ: ویسے تو مہینے کے کوئی بھی تین دنوں میں روزہ رکھا جا سکتا ہے لیکن افضل ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کو روزہ رکھنا ہے۔ (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر (اقامت) دونوں حالتوں میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔ (نسائی) (۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی میں زندگی بھر ان کو نہ چھوڑوں گا: (۱) ہر ماہ میں تین دن

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں کسی قسم کا سقم (کمزوری) نہیں پایا جاتا اور یہ قوانین ایسے ہیں جو کبھی بھی تبدیل نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے پرکھنے کا ایک معیار قائم کیا ہے اس سے مقصود انسان کو ان قوانین کا پابند کرنا ہے جو تمام انسانوں پر لاگو کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان قوانین میں کمی و بیشی کا مرتکب ہو تو از روئے اسلام مجرم قرار پاسکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی محبت کے لیے ایک معیار قائم کیا ہے اور اسی معیار میں رہتے ہوئے محبت کی جائے گی اور اس معیار اور پیمانے کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ سے محبت کریں تو اسی کو بدعت اور گمراہی کے زمرے میں لائیں گے۔

بنیادی طور پر محبت رسول میں تین چیزیں ہیں:
(۱) اللہ تعالیٰ کی حضور علیہ السلام سے محبت۔ (۲) صحابہ کرام کی حضور علیہ السلام سے محبت۔ (۳) عام انسانوں کی حضور سے محبت۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی حضور علیہ السلام سے محبت: قرآن پاک میں جہاں اللہ پاک اپنا ذکر کرتے ہیں وہیں پر حضور علیہ السلام کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ جہاں توحید وہاں رسالت بھی ہوتی ہے۔ قرآن میں جابجا اس کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (انشراح:۴)﴾ "اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کردیا۔" یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک انداز ہے

(۲) صحابہ کرام کی حضور علیہ السلام سے محبت: محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جو محبوب کہے فوراً اس پر عمل ہونا چاہیے اور جیسے محبوب کرے ویسے ہی کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ نے اس کے ہاتھ سے نکال کر اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ تم لوگ آگ کی چنگاری ہاتھ میں اٹھانے کا ارادہ کرتے ہو۔ حضور علیہ السلام کے تشریف لیجانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور اس کے ساتھ فائدہ حاصل کر۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہ اٹھاؤں گا جبکہ حضور علیہ السلام نے اسے پھینک دیا ہے۔ (رواہ مسلم) صحابہ کرام کی حضور کے ساتھ محبت دیکھئے کہ قیمتی چیز کو ہاتھ لگانا بھی گوارہ نہیں ہے۔ محبت ہو تو ایسی ہو۔

(۳) عام انسانوں کی حضور علیہ السلام سے محبت:
موجودہ دور کے مسلمانوں کو حضور علیہ السلام سے محبت کا معیار بھی اللہ نے بتلایا ہے قرآن میں فرمایا کہ ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء:۵۹)﴾ "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو"۔ اس آیت میں ہمارے لیے ایک پیمانۂ محبت مقرر کردیا گیا ہے۔ اور اطاعتِ خداوندی اطاعتِ رسول کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر کام شریعت اور سنت کے مطابق ہو کسی حکم میں چوں و چراں، اگر مگر کی گنجائش نہ نکالے بس دیکھے کہ اس میں اللہ اور رسول کا کیا حکم ہے۔ غلام کا کام حکم کی تعمیل کرنا ہے نہ کہ چوں و چراں کرنا۔

وجد و کیفیات

تلخیص
مولانا محمد نوید صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر

ملفوظ: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احوال صادقہ عمل ہی کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اس کے بغیر محض تکلف وتصنع ہے چنانچہ رافضیوں کا رونا محض تکلف ہی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ جس کو واقعی رنج کی وجہ سے رونا آتا ہو، کیا وہ رونے کے بعد مٹھائی تقسیم کرتا ہے؟

تشریح: اس ملفوظ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے احوال کے بارے میں ارشاد فرمایا، احوال وکیفیات یہ عام آدمی کو بھی تھوڑی بہت پیش آتی رہتی ہیں لیکن جو آدمی ذکر وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے اس کو خاص طور پر عجیب وغریب کیفیات پیش آتی رہتی ہیں۔ لیکن جہالت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ان کیفیات کو ہی مقصود سمجھتے ہیں۔ رونا، وجد، حال اور ذوق وشوق کا ہونا تھوڑا بہت تو ہر ایک کو ہو ہی جاتا ہے بعض اوقات معمولی سا کشف بھی ہوتا ہے یہ سب چیزیں معمولی درجہ کی ہوتی ہیں اور کچھ نہ کچھ ذکر کی برکت سے پیدا ہو ہی جاتی ہیں لیکن یہ مقصود نہیں ہیں۔ اس لئے اگر ساری عمر بھی باوجود دن رات عبادت، ذکر، نیکی کرنے کے اگر ایک کیفیت بھی پیدا نہ ہو تو کچھ بھی حرج ونقصان نہیں اور اگر کبھی پیش آ جائیں تو ان کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے ان کو مقصود نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر ان کو مقصود سمجھا تو اندیشہ ہوتا ہے کہ ترقی رک جائے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی سڑک پر جا رہا ہے کنارے پر درخت لگے ہوئے ہیں اب یہ چلتا چلا جائے دائیں بائیں درختوں کو نہ دیکھے تو کوئی حرج نہیں، اس کا سفر طے ہو رہا ہے، درخت سڑک پر ہوں یا نہ ہوں۔ اگر ان کی طرف توجہ شروع کر دی تو اس میں خطرہ ہوتا ہے شاید کوئی منظر اچھا نظر آ جائے اور وہیں ٹھہر جائے، آگے چلنا ہی چھوڑ دے۔ تو اس درجہ میں یہ کیفیات ہوتی ہیں۔ بہت سی کیفیات اچھی ہوتی ہیں جیسے ذوق وشوق ہے، اچھے خواب ہیں، ذرا ان سے حوصلہ بڑھ جاتا ہے لیکن ان کو مقصود سمجھ لیا تو وہیں ٹھہر جائے گا۔ جہالت سے آج کل ان کو مقصود سمجھ لیتے ہیں۔ ایک شخص کا میرے پاس خط آیا لکھا کہ مجھے ایسے طریقوں سے مقصود طے کرائیں کہ جیسے پہلے بزرگوں کو کشف اور کرامات ہوتے تھے، مجھے بھی ہونے شروع ہو جائیں۔ حالانکہ وہ شخص عالم بھی تھا پھر بھی ایسی جہالت، ظاہری علم پڑھ جاتے ہیں باطنی علوم کی طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ باتیں چھپی رہ جاتی ہیں اور بعضوں کو استاذ بھی ایسے مل جاتے ہیں جو توجہ باطنی علوم کی طرف نہیں رکھتے۔ ان کو خود زیادہ مہارت ومناسبت نہیں ہوتی۔ ظاہری علوم میں بہت ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں۔ دین میں مقصود کیا ہے؟ اسی لئے سب سے پہلے میں (جو اصلاح کا تعلق قائم کرتے ہیں ان کو) کتاب ”قصد السبیل“ پڑھنے کے لئے دیا کرتا ہوں تاکہ اجمالی طور پر اصلاح باطن کا نقشہ ذہن میں آ جائے کہ مقصود کیا ہے؟ اور غیر مقصود کیا ہے؟ تاکہ غیر مقصود میں نہ پڑا رہے۔ جب مقصود معلوم ہو جائے پھر آگے چلتا چلے،

کوئی تھوڑا چلتا ہے، کوئی زیادہ چلتا ہے، کوئی آہستہ چلتا ہے، کوئی تیز چلتا ہے۔ ہر قسم کے حضرات ہوتے ہیں۔ جتنی توفیق ہوجائے اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھیں۔ بس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنا کمال کبھی نہ سمجھیں۔ ایک وعظ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "دیکھو تواضع اور شکر دونوں جمع کرنے چاہئیں"۔ بہت عجیب بات ارشاد فرمائی۔ ہمیشہ یاد رکھنے کی بات بتائی۔ یعنی یہ بھی سوچتا رہے کہ میں اس قابل کہاں کہ بہت اونچے درجہ کے اعمال کرسکوں، یہ تواضع ہے ساتھ یہ بھی سوچے کہ جو تھوڑی بہت توفیق ہو گئی ہے ان کا انعام ہے، یہ شکر ہے۔ تو تواضع بھی کرے کہ میں کسی قابل نہیں، شکر بھی کرے کہ جو کچھ تھوڑی بہت توفیق ہے یہ ان کا انعام ہے۔ بس یہ دو باتیں ضروری ہیں۔ تواضع بھی عبادت ہے، شکر بھی عبادت ہے فخر البتہ گناہ ہے۔ فخر یہ ہے کہ نعمت کو اپنی طرف منسوب کرے کہ میں نے ایسا کیا، میں نے ایسا کیا۔ یہ فخر ہے یہ حرام ہے اور اس نعمت کو اللہ میاں کی طرف منسوب کرے کہ انہوں نے مجھے دیا، یوں سوچے تو یہ شکر ہے۔ دونوں میں نسبت کا فرق ہے۔ نسبت اپنی طرف کردی تو فخر اور اللہ تعالیٰ کی طرف کردی تو شکر۔ جب فخر کیا تو گر گیا۔ یہ شیطانی طریقہ ہے۔ شیطان کو یہ فخر تھا کہ میں نے بڑی عبادت کی۔ ٹھیک ہے عبادت وہ کرتا رہا ہے۔ لیکن اس عبادت کو اپنا کمال سمجھا تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے گر گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے جو غلطی ہوئی، انہوں نے اپنا قصور سمجھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کہ یا اللہ! میں نے غلطی کی، میں نے ظلم کیا۔ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت سے موقعوں میں دعائیں مانگتے رہتے تھے اسی کے فوائد بھی فرماتے رہتے تھے۔ حدیث شریف میں ایک دعا منقول ہے اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، کہ اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کردیجئے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان ہے یعنی معاف کردیجئے۔ اس حدیث پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم تھے یعنی گناہوں سے پاک تھے پھر اس دعا میں گناہوں کا لفظ کیوں ذکر فرمایا؟ اس کے کئی جوابات علماء کرام نے دیے ہیں: (۱) یہ تواضع اور عبدیت ہے کہ اپنی طرف گناہ کو منسوب کرے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پوری مخلوق میں سب سے اونچے ہیں لیکن مخلوق ہیں خالق نہیں ہیں۔ عبد ہیں معبود نہیں ہیں۔ تو یہ لفظ حق تعالیٰ کی عظمت کو اور اپنی عبدیت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ امت کو تعلیم دینا ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت کے لئے نمونہ ہیں اس لئے نمونہ کو بعض ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو پوری امت کے لئے ضروری ہوں تو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے پاک تھے لیکن یہ لفظ فرمایا تا کہ امت سنے یاد کرے اور یوں دعا مانگا کرے۔ (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بہت اونچی شان والے تھے آپ سے اگر کوئی کام یا بات خلاف اولیٰ کے درجے میں ہوجاتی، تو اس خلاف اولیٰ بات کو اپنی خطا شمار

فرماتے تھے۔تو خطاؤں سے مراد خلاف اولیٰ کے درجے کے کام ہیں۔(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چاہتا تھا کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بلاواسطہ ہو مثلاً ذکر، تلاوت، نماز یہ عبادات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بلاواسطہ ہوتی ہے۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے اور کام بھی تھے کہ آیات بھی پڑھ کر سنائیں، ان کے معنی بھی سمجھائیں، مسائل بھی سمجھائیں، وعظ ونصیحت بھی کریں، صحابہ کرام کے ظاہر وباطن کی اصلاح بھی کریں وغیرہ، یہ سب کام ایسے تھے کہ جن میں مخلوق کی طرف توجہ کرنا پڑتی تھی۔اگر چہ کہ یہ عبادتیں تھیں لیکن ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ بالواسطہ تھی۔درمیان میں کچھ پردہ سا آجاتا تھا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تو محبوب کو دیکھتا ہے سامنے بیٹھ کر اور ایک دیکھتا ہے آئینہ میں، تو یہ بھی دیکھتا ہے لیکن بالواسطہ ہے۔لیکن اس میں وہ درجہ نہیں ہے جو بلاواسطہ اللہ میاں سے باتیں کرنے میں ہے۔تو اس بالواسطہ عبادت کو خطایا ہی ذکر فرمایا کہ یا اللہ! آپ کی زیارت بلاواسطہ نہیں ہوئی، آپ معاف فرمادیں۔(۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اتنی اونچی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لحاظ سے گناہ شمار فرمایا اور اس کی معافی چاہی۔(۶) چھٹی وجہ یہ ہے کہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت نیکی ہی میں لگے رہتے تھے ہر وقت ترقی ہوتی رہتی تھی تو بعض دفعہ دو، چار دن پہلے کی عبادت پر نظر پڑتی تو ذرا کم درجہ کی محسوس ہوتی۔تو اس کم درجے کو گناہ شمار کیا کہ شاید کوئی غلطی ہوگئی ہو جو ذرا کم درجہ کی حالت میں رہا۔بہر حال حق تعالیٰ کی عظمت کے سامنے ہمیشہ اپنی عبادت کو کم درجہ سمجھا تو توبہ استغفار کرتے رہے۔یہ توبہ ایسا پتھر ہے کہ پتھر کو سونا بنا دیتا ہے۔عبادت کرے ساتھ توبہ بھی کرے، یہ نہیں کہ عبادت چھوڑ جائے بلکہ عبادت پوری کرے اور پھر ساتھ توبہ بھی کرے تو جو عبادت گناہ کہلانے کے قابل تھی توبہ کی برکت سے وہ نیکی میں شمار ہوجائے گی۔اس لئے ہمیشہ گناہوں سے بچے۔اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے کی اور اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین

کھانے میں ------

چار باتیں فرض ہیں : (۱) رزق حلال (۲) خدائی عطیہ سمجھنا (۳) اس پر خوش ہونا (۴) اس کو کھا کر گناہ نہ کرنا۔

پانچ باتیں سنت ہیں: (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کا دھونا (کھانے سے پہلے اور بعد) (۳) کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا (دعا پڑھنا) (۴) داہنے ہاتھ سے کھانا (۵) اکڑوں بیٹھنا یا داہنی ران اٹھا کر بائیں پر بیٹھنا۔

چار باتیں مستحب ہیں : (۱) اپنے آگے سے کھانا (۲) لقمہ چھوٹا بنانا (۳) خوب چبا کر نگلنا (۴) لوگ کھاتے ہوں تو ان کو نہ دیکھنا۔

دو باتیں مکروہ ہیں : (۱) کھانے کو سونگھنا (۲) پھونک مارنا۔(باغ جنت)

بد نما داغ

علماء کیلئے دنیا کی محبت ورغبت ان کے جمال کے چہرہ کا بد نما داغ ہے مخلوقات کو اگر چہ ان سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں مگر ان کا علم ان کے اپنے حق میں نافع نہیں ہے۔(ملفوظ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ)

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو عالم دُنیا کا طالب ہو وہ جاہل سے زیادہ کمینہ ہے اور وہ عذاب کے اعتبار سے زیادہ سختی میں مبتلا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں کامیاب علماء علماءِ آخرت ہیں۔

علمائے آخرت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ عالم اپنے علم سے دُنیا کا طالب نہ ہو اور اس عالم کے دل میں دُنیا کی حقارت اور اسکے جلد ختم ہو جانے کا احساس ہو اور وہ عالم یہ بات اچھی طرح جانتا ہو کہ دُنیا و آخرت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ (دُنیا و آخرت) دو سوکنوں کی طرح ہیں ایک کو راضی کرے گا دوسری ناخفا ہو جائے گی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو عالم دُنیا کی خواہش کو میری محبت پر ترجیح دیتا ہے اُس کے ساتھ ادنیٰ معاملہ میں یہ کرتا ہوں کہ اس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں اور پھر اس کو میری یاد میں لذت نہیں آتی۔ اے داؤد! ایسے عالم کا حال نہ پوچھ جس کو دُنیا کی لذت کا نشہ سوار ہو۔ **یحییٰ بن معاذ** رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب علم سے دُنیا طلب کی جائے تو اس کی رونق پھر نہیں رہتی جو رونق علمائے آخرت کے علم میں ہوتی ہے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ اُمراء کے دروازوں پر پڑا رہتا ہے تو اس کو عالم نہ سمجھو بلکہ وہ چور ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم عالم کو دُنیا کا طالب دیکھو تو پھر اس کو دین کا خیر خواہ نہ سمجھو۔

علمائے آخرت کی ایک علامت یہ ہے کہ اُس عالم کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو کہ دوسروں کو تو حکم کریں لیکن خود (اس حکم پر) عمل نہ کریں۔

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت کرنے والا کوئی نہ ہوگا کہ دوسروں نے اُس عالم سے علم سیکھا اور عمل کیا اور وہ لوگ کامیاب ہوگئے اور وہ عالم خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام ہوا

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے دس صحابہ کرام نے یہ مضمون بیان کیا کہ ہم لوگ قباء کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جتنا چاہو علم حاصل کرو خدا تعالیٰ بغیر عمل کے اجر نہیں دیتا۔

علمائے آخرت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ایسے علوم میں مشغول ہو جو آخرت میں کام آنے والے ہوں، نیک کاموں میں رغبت پیدا کرنے والے ہوں اور وہ علماء ایسے علوم سے بچیں جن کا آخرت میں کوئی نفع نہ ہو یا کم ہو لیکن آج کل نادانی سے ہم لوگ ان کو بھی علم سمجھتے ہیں جن سے صرف دُنیا کمانا مقصود ہو حالانکہ یہ جہلِ مرکب (بڑے درجے کا جاہل) ہے ایسا شخص اپنے آپ کو پڑھا لکھا سمجھتا ہے اور پھر ایسے شخص کو علومِ نبوت سیکھنے کا اہتمام نہیں رہتا۔ جو شخص کچھ بھی پڑھا ہوا نہ ہو وہ اپنے آپکو جاہل تو سمجھتا ہے دین کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جو شخص جاہل ہونے کے باوجود اپنے آپ کو عالم سمجھے بڑے نقصان میں ہے۔ (فضائل صدقات)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کلمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین**

توبہ کی تین شرائط

جناب محمد حسنین صاحب
پنجاب یونیورسٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. (التحریم:۸) "اے ایمان والو! تم اللہ رب العزت کے آگے توبہ کرو خالص (صاف دل سے) توبہ کرو۔"

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے توبہ کی تین شرائط بیان کی ہیں۔ توبہ بھی عبادت ہے بلکہ تمام عبادتوں کا دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب توبہ کرنے والا بڑا بہتر شمار ہوتا ہے۔ توبہ و استغفار اصلاحی نصاب کا سب سے پہلا سبق ہے اور اللہ جل شانہٗ کو توبہ اتنی پسند ہے کہ حدیث میں اس کے بارے میں ارشاد وارد ہے۔ "كُلُّكُمْ خَطَّاؤُوْنَ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ" (رواہ الترمذی وابن ماجہ) "کہ تم میں سے ہر شخص خطا کار ہے لیکن خطا کاروں میں سب سے بہتر لوگ کثرت سے توبہ کرنے والے ہیں۔"

ولی اللہ بننا کوئی مشکل کام نہیں: ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ بننا بہت مشکل کام ہے، کچھ بھی مشکل نہیں ہے اسی وقت یہاں بیٹھے بیٹھے ولی اللہ بن سکتے ہو اور وہ اس طرح کہ اپنی سابق زندگی میں جتنے گناہ کیے ہیں ان سے صدقِ دل کے ساتھ توبہ کر لو۔ جب توبہ کر لو گے تو اسی وقت سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اب تم ایسے ہو جیسے کہ نئی زندگی حاصل ہوتی ہے تمہارے دامن پر گناہ کے کسی داغ کا نشان باقی نہیں رہا اس طرح تم ولی اللہ بن گئے

توبہ کی پہلی شرط: البتہ توبہ کے قبول ہونے کی تین شرائط ہیں ایک تو یہ کہ جس عمل سے توبہ کی جا رہی ہے اس پر ندامت ہو۔ ندامت توبہ کا جزوِ اعظم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "انما التوبۃ الندم" کہ توبہ نام ہے ندامت کا اس کے بغیر توبہ نہیں ہوتی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ندامت وہاں ہو گی جہاں آدمی غلطی کو غلطی اور گناہ کو گناہ سمجھے۔ اگر ایک آدمی گناہ کو گناہ اور غلطی کو غلطی ہی نہیں سمجھتا تو ندامت کس چیز کی ہو گی۔ لہذا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ آدمی گناہ کو گناہ سمجھے۔ آج کل کے لوگ گناہ کو گناہ سمجھتے ہی نہیں ہیں اور اس پر بجائے ندامت کے اظہار کے تاویلات کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ان کو کہے کہ یہ گناہ ہے تو وہ اس سے بحث و مباحثہ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں جو کہ سب سے بڑی بیماری ہے کیونکہ بحث و مباحثہ کی وجہ سے اس گناہ پر ندامت نہیں، جب ندامت نہیں تو توبہ نہیں اور جب توبہ نہیں تو معافی کہاں سے ہو؟ تو توبہ کا سب سے پہلا جز ندامت ہے۔

توبہ کی دوسری شرط: توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ جس عمل سے توبہ کر رہا ہے اس عمل کو فوراً ترک کر دے یہ نہ ہو کہ زبان سے تو توبہ کر رہا ہے مگر اس وقت بھی اس گناہ میں مبتلا ہے جس سے توبہ کر رہا ہے لہذا اس گناہ کو فوراً ترک کر دے۔

توبہ کی تیسری شرط: توبہ کا تیسرا جزو یہ ہے کہ اس بات کا پختہ عزم و ارادہ کرے کہ آئندہ اس گناہ کے قریب بھی نہیں جاؤں گا تو ان تین چیزوں کے پائے جانے سے توبہ مکمل ہو جائے گی اور سارے گناہ ان شاء اللہ صاف ہو جائیں گے اور نامۂ اعمال صاف ہو جائے گا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خالص توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

چار باتیں

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امیدوں کو مختصر رکھے حق تعالیٰ شانہ چار قسم کے اکرام اس پر کرتے ہیں۔

(۱) اپنی اطاعت پر اس کو قوت عطا فرماتے ہیں اور جب اس کو عنقریب موت کا یقین ہوتا ہے تو عمل میں خوب کوشش کرتا ہے اور ناگوار چیزوں سے متاثر ہوتا ہے۔ (۲) اس کا غم کم ہو جاتا ہے (۳) روزی کی تھوڑی مقدار پر راضی ہو جاتا ہے (۴) اس کے دل کو منور کر دیتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ دل کا نور چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱) خالی پیٹ رہنے سے (۲) نیک آدمی کے پاس رہنے سے (۳) گذرے ہوئے گناہوں کو یاد کرنے (اور ان پر ندامت کرنے سے) (۴) امیدوں کو مختصر کرنے سے اور جس شخص کی امیدیں لمبی ہوتی ہیں اس کو حق تعالیٰ شانہ چار قسم کے عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (۱) عبادت میں کاہلی (سستی) پیدا ہو جاتی ہے (۲) دنیا کا غم زیادہ ہو جاتا ہے (۳) مال کے جمع کرنے اور بڑھانے کا فکر ہر وقت مسلط رہتا ہے (۴) دل سخت ہو جاتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ دل کی سختی چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے (۱) زیادہ شکم سیری سے (۲) بری صحبت سے (۳) گناہوں کو یاد نہ کرنے سے (۴) امیدوں کے لمبے ہونے سے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی لمبی لمبی امیدیں ہرگز نہ باندھے۔ ہر وقت یہ فکر رہنا چاہئے کہ نہ معلوم کونسا سانس زندگی کا آخری سانس ہو۔ کس وقت قلب کی حرکت بند ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت آخرت کی فکر اور موت کی تیاری کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

(ماخوذ از فضائل صدقات ج ۲/ص ۱۸۸-۹)

آیت الکرسی کے فوائد

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

(۱) یہ قرآن کریم کی عظیم آیت ہے۔ (۲) یہ قرآن کریم کی آیات کی سردار ہے۔ (۳) اس آیت کو صبح پڑھنے والا شام تک اور شام کو پڑھنے والا صبح تک جنات کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۴) یہ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔ (۵) یہ عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ہے۔ (۶) جو شخص اس آیت کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا دوسری نماز تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور اس عمل پر ہمیشگی وپابندی نبی، صدیق یا شہید ہی اختیار کرتے ہیں۔ (۷) یہ آیت آسمانوں، زمین، جنت اور دوزخ سے بھی عظیم تر ہے۔ (۸) اگر اس کو کسی کھانے پینے کی چیز پر پڑھ کر دم کیا جائے تو یہ برکت کا باعث ہے۔ (۹) جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اس کو پڑھے گا تو شیطان وہاں سے بھاگ جائے گا۔ (۱۰) اس آیت کا پڑھنے والا، اس کی اولاد، گھر، مال ودولت اور اس کے پڑسیوں کے مکان تک محفوظ ہو جاتے ہیں (اس آیت کریمہ کی برکت سے) (۱۱) جو شخص اس آیت کو اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کو پڑھے گا تین دن تک شیطان اس کے گھر میں داخل نہ ہوگا (۱۲) اسے جس برتن پر پڑھ کر پھونکا جائے اس جن نہ کھولے گا۔ (۱۳) اس میں اسم اعظم موجود ہے۔ (۱۴) پریشانی کے وقت جو اس آیت کو اور سورۂ بقرہ کی آخری آیت کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی کریں گے۔ (۱۵) بستر پر جا کر جو شخص اسے پڑھے گا صبح تک اس کی حفاظت کے لئے دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ (۱۶) چور اس کے پڑھنے **بقیہ صفحہ ۲۲ پر**

اذان کی فضیلت

ضیاءالرحمن فاروقی متعلم درجہ ثالثہ جامعہ عبداللہ بن عمر

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ومن احسن قولا ممن الخ۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بارے میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت موذن کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ موذن کہتے ہیں اذان دینے والے کو۔ موذن کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ یوسف علیہ السلام جب مصر کے بادشاہ بنے کے بعد ایک دفعہ قحط کے زمانے میں اپنی قوم میں غلہ تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص ایک دفعہ غلہ لے گیا دوبارہ آیا تو یوسف علیہ السلام نے دوبارہ غلہ دیا لیکن وہ شخص تیسری دفعہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے بندے اس غلہ میں باقی لوگوں کا حق بھی ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر آپ کو یہ پتہ چل جائے کہ میں کون ہوں تو آپ مجھے غلہ لینے سے نہیں روکیں گے۔ آپ علیہ السلام کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ بچہ ہوں جس نے ماں کی گود میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور اس کو بہت سارا غلہ دے کر رخصت کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اے میرے یوسف تو نے ایک دفعہ اپنی پاکدامنی کی گواہی دینے والے لڑکو انعام کے طور پر غلہ دیا یہ تیرا انعام دینا ہے اس کو کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو شخص پانچ وقت میری وحدانیت اور میرے رسول کی رسالت کا اعلان کرتا ہو اس کو میں کیا کچھ عطا کروں گا یعنی اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی عطا سے نوازے (آمین ثم آمین)۔ از انتخاب لاجواب

صفحہ نمبر ۵ کا (بقیہ: اصلاح کا آسان نسخہ)

زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی (۳) یک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا ہے ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتی ہیں۔ حقد و حسد و غضب وغیرہ۔ (۴) یک ان میں سے غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات نا گفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام نا کردنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (۵) یک ان میں غیر محرم یا امرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں انشاءاللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے (۶) یک ان میں سے طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اس سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء عروق میں پھیلتی ہیں پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاءاللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جائے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جائیں گے۔ اللھم وفقنا۔

آفاتِ زبان

حافظ عبدالغفور صاحب
بستی عمرآباد

قرآن پاک میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ترجمہ۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہے ایک تاکنے والا تیار۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جب کوئی بات آدمی زبان سے نکالتا ہے خواہ خیر کی ہو یا شر کی فرشتے لکھ لیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ اور باتیں زیادہ نہ کرو اس لیے کہ کثرت کلام دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ جل شانہ سے دور سخت دل والا ہے۔

محدثین نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جو دنیاوی باتیں زیادہ کرے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا اور اور دل کی سختی کی علامت یہ ہوگی کہ اس کا دل حالات و واقعات سے عبرت نہیں پکڑے گا۔ اور یہ انسان کی نہایت ہی بدبختی کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے تاکہ یہ کیفیت پیدا نہ ہونے پائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ اپنی زبان کو حفاظت میں رکھو کیونکہ آدمی کی ہلاکت اس کے بولنے میں ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کلام دوائی کی مثل ہے۔ اگر دوائی ڈاکٹر کی تجویز کے مطابق کھائے گا تو فائدہ دے گی ورنہ نقصان ہوگا۔ اگر کلام بھی زیادہ ہو تو وہ بھی نقصان دیتا ہے۔

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ زبان کی مثال درندے کی طرح ہے۔ درندے کو اگر باندھ کر رکھیں گے تو نقصان نہیں پہنچاتا اور اگر کھلا چھوڑ دیں گے تو نقصان پہنچائے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص زیادہ خاموش رہتا ہے لوگوں میں اس کا رعب بیٹھ جاتا ہے۔

زبان کی آفات: (۱) جھوٹ بولنا (۲) لعنت کرنا (۳) چغلی کرنا (۴) گالی گلوچ کرنا (۵) غیبت کرنا (۶) مذاق اور دل لگی کرنا (۷) جھوٹی قسم کھانا (۸) جھوٹی گواہی دینا (۹) دوسروں کو ہنسانے کی باتیں کرنا (۱۰) جھوٹا وعدہ کرنا (۱۱) منہ پر تعریف کرنا (۱۲) جھوٹی تعریف کرنا (۱۳) کافر یا فاسق کی تعریف کرنا (۱۴) جھگڑا کرنا (۱۵) فحش کلامی کرنا (۱۶) مسلمان کو کافر کہنا (۱۷) کسی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا (۱۸) نقل اتارنا (۱۹) طعنہ زنی کرنا۔

جنت کی ضمانت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا دعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والے کو روز قیامت راضی کرے اور جنت میں داخل کرے

(رواہ ابوداؤد و ترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

طبرانی کی روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی

وقت کی قدر

حافظ شبیر احمد قصور
شریک دورہ حدیث جامعہ اشرفیہ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضامن ہوں کہ اس کے پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔

مشہور حدیث ہے "نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ،" کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں لوگ دھوکے کا شکار ہیں (۱) صحت (۲) فراغت۔

کسی بزرگ کا مشہور قول ہے الوقت سیف قاطع، القطعہ والا قطعک۔ کہ وقت ایک تلوار کی مانند ہے اسے کاٹئے (استعمال کرتے) رہو ورنہ وہ تمہیں کاٹ ڈالے گا یعنی ہلاک کر ڈالے گا بعض علما کا قول ہے الوقت ھو الحیاۃ۔ یعنی وقت ہی زندگی ہے۔

مشہور فرانسیسی سائنسدان زیڈگ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سی چیز ہے جو سب سے طویل بھی ہے مختصر بھی اور مشکل بھی ہے آسان بھی۔ سب سے بڑی بھی اور چھوٹی بھی؟ زیڈگ نے بلا توک جواب دیا وہ "وقت" ہے

مشہور مؤرخ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ دریائی سفر کے دوران کتاب پر چھائے مطالعہ میں مصروف تھے کہ یکا یک جہاز کو کوئی حادثہ پیش آ گیا جہاز غرق کے قریب آ گیا مگر حضرت مطالعہ میں مصروف تھے لوگوں نے آ کر عرض کیا کہ حضرت یہ کونسا مطالعہ کا وقت ہے اب لوگ غرق ہونے کو ہیں۔ چند لمحوں بعد ہم سب نے غرق ہو جانا ہے اور آپ مطالعہ میں مصروف ہیں؟ حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اس لیے میں اس بہت کم وقت کو کیوں ضائع کروں؟

محدث کبیر فقیہ مشہور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ ہر جمعہ کو گھر آتا تھا راستے میں ایک شخص تھا جو ایک ایسی بوٹی جانتا تھا جس سے مٹی بھی سونا بن جاتی تھی۔ وہ کسی کو نہ بتاتا تھا ایک مرتبہ میری حالت زار اور فقر کو دیکھ کر اس نے بلایا اور کہا کہ میں وہ بوٹی تمہیں بتائے دیتا ہوں میں نے کہا اب وقت نہیں اگلے جمعہ کو بتا دینا اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اگلے جمعہ آ جانا، اگلے جمعہ وہ ملا تو میں نے کہا اگلے جمعہ کو بتا دینا اس نے کہا ٹھیک ہے کئی جمعے گزر گئے۔ لیکن مجھ سے اتنا وقت نہ نکل سکا کہ میں اس سے وہ بوٹی پوچھ سکوں باوجودیکہ مجھ پر غربت و افلاس بے انتہا تھی۔ شاید اسی وقت کی قدر نے انہیں عظیم فقیہ اور محدث بنا دیا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں وقت کو ضائع نہیں کرتا جب بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو اس میں چونکہ کوئی ذکر وغیرہ نہیں کر سکتا اس لئے لوٹا وغیرہ دھونے لگ جاتا ہوں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

عزیز دوستو! یہ کوئی قصہ، کہانیاں اور ناول کی باتیں نہیں جنہیں ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا جائے۔ بلکہ ان سے سبق حاصل کر کے وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔ وقت کی قدر کی بدولت انسان ترقی اور اپنے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ وقت کی قدر کیجیئے وقت آپکی قدر کرے گا

وقت کی قدر کے موضوع پر متاع وقت اور کاروان علم، وقت کی قدر، قیمۃ الزمن وغیرہ کتب کا مطالعہ انسان کی زندگی کو بدل دے گا۔

نصیحت کی باتیں

شفقت اللہ صاحب
متعلم درجہ رابعہ جامعہ عبداللہ بن عمر

(از متاع وقت اور کاروان علم)

پانچ باتیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں حاصل کرے پھر ان پر خود عمل کرے یا کسی ایسے شخص کو بتادے جو ان پر عمل کرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کرونگا چنانچہ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں (پانچ انگلیوں پر) گنائیں: (۱) حرام چیز سے بچ تو سب سے زیادہ عابد ہوگا۔ (۲) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اس پر راضی رہ تو سب سے زیادہ مالدار ہوگا۔ (۳) پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مومن ہوگا۔ (۴) لوگوں کیلئے وہ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو مسلم ہوگا۔ (۵) زیادہ نہ ہنس کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کردیتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ترقی کا ایک جامع اصول۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیوی چیزوں میں اس کو دیکھو جو تم سے نیچے درجے میں ہے اور اس کو نہ دیکھو جو تم سے بڑھا ہوا ہے ایسا کرنے سے اللہ کی اس نعمت کی تحقیر نہ کرنے پاؤ گے جو اس نے تم کو دی ہے (مشکوٰۃ) یعنی اگر مالدار پر نظر ڈالو گے جو تم سے مال میں بڑھا ہوا ہے تو دل میں کہو گے کہ خدا نے اس قدر نعمتیں دی ہیں ہمیں نہیں دیں اور اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کی تحقیر کرنے والے بن جاؤ گے اور یوں سوچو گے کہ اللہ نے ہمیں جو کچھ دیا اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہ نعمتیں تو دراصل امراء کو ملی ہیں لہٰذا امراء پر نظر نہ کرو بلکہ اس کو دیکھو جو تم سے مال وغیرہ میں کم ہیں تاکہ اللہ کا شکر ادا کرسکو نیز یہ کہ آخرت کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے پر نظر رکھنی چاہیے کیونکہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ (المائدہ: ۴۸)۔ پس تم سبقت کرو نیکیوں میں۔

بہتری کا معیار۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو کسی گورے اور کالے سے بہتر نہیں ہاں اگر پرہیزگاری میں بڑھ جائے تو بہتر ہے یعنی بہتری اور برتری کا معیار رنگ پر نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات: ۱۳)

بے شک تم میں سے بزرگی والا اللہ کے نزدیک زیادہ پرہیزگاری والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

بقیہ آیت الکرسی کے فوائد

اس کے پڑھنے والے کے قریب نہیں آتا۔ (۱۷) جو شخص اسے ہر فرض نماز کے بعد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو شاکر، زبان کو ذاکر بنادیں گے اور اسے اللہ کے راستے کے شہید اور صدیقین کے عمل کا سا اجر ملے گا۔ (۱۸) اگر کوئی شخص اسے پڑھ کر ساز و سامان پر پھونک دے تو جن و شیطان اس کے قریب نہیں جاتے۔ (۱۹) جو شخص آیۃ الکرسی اور سورۂ غافر کی ابتدائی آیات کو صبح پڑھے گا وہ شام تک اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک حفظ و امان میں رہے گا (۲۰) یہ آیت عرش کے پائے تلے اللہ جل شانہ کی پاکی بیان کرتی رہتی ہے۔

کثرت دعا و استغفار

مولانا شعیب صاحب لاہور

(ماخوذ از فضائل آیۃ الکرسی للا رصیونی)

انفرادی عبادات اور دینی خدمات کے قبول ہونے کی دوسری علامت یہ ہے کہ ہمیشہ دعا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا معمول رہے اس کا حاصل یہ ہے کہ نیکی کی توفیق کا مل جانا اور گناہوں کا چھوٹ جانا اپنی ذات سے ہو یا دوسروں میں نیکی کی تلقین اور گناہ چھڑانے کی کوشش کرنا اور اس کوشش میں کامیابی کا حاصل ہونا ،لوگوں کا نیکی کی طرف آنا ، گناہوں کا چھوڑنا یا اللہ! یہ سب تیری دستگیری سے ہے،دوسروں سے گناہ چھڑانا تو دور کی بات خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنا بلکہ ان سے بچنے کا دل میں خیال کا آجانا، آخرت کی فکر کا پیدا ہوجانا تیری دستگیری نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا ۔اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ کنز من کنوز الجنۃ. لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک بہت بڑا خزانہ ہے تین سیکنڈ میں جملہ ادا ہوجاتا ہے ۔اتنے مختصر جملے سے اتنا بڑا خزانہ کیوں ملتا ہے اس لئے کہ اس میں نفس وشیطان پر آرے چلتے ہیں، نفس وشیطان جو تمام نیکیوں کو برباد کرنے والے ہیں اول تو ویسے ہی نیکی کی طرف آنے نہیں دیتے ہر وقت گناہوں میں مست رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کوئی گناہوں سے بچ گیا اور نیکی کی طرف مائل ہوا تو اس کی نیکیوں کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے دل میں بڑا اور اچھا ہونے کے خیالات ڈالیں گے کہ ہم تو بڑے نیک ہیں، بہت متقی ہیں ۔الغرض سوچتے رہنا چاہئے کہ نیکی کی توفیق اور دوسروں کو تبلیغ کی توفیق ، پھر اس تبلیغ میں اثر کا پیدا ہونا ،لوگوں کا دیندار بننا ، یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہو رہا ہے،وہ چاہیں گے تو ہماری تبلیغ میں اثر ہوگا،نہیں چاہیں گے تو نہیں ہوگا ۔لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کی حقیقت پرکھنے کا تھرمامیٹر! لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ سے جو مقصد ہے اور اس میں جس بات کی تعلیم دی گئی ہے اگر دیکھا جائے تو لاکھوں انسانوں میں شاید ہی کسی پر اس تعلیم کا اثر ہوا ہو ۔یوں تو دنیا کے تمام انسانوں ،مسلمان، کافر سب کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں اس کے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں مالی اور جسمانی نعمتیں ہوں یا اپنے اپنے عقیدے کے مطابق دینی نعمتیں، سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں ۔ بڑے سے بڑے متکبر سے بھی اگر پوچھا جائے! تمہارے یہ منصب، مال صحت اور اولاد وغیرہ کس کی طرف سے ہیں؟، تو وہ بھی یہی کہے گا! سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

غرضیکہ عقیدہ تو مسلم کافر سب کا یہی ہے کہ جو کچھ بھی ہے اللہ کا دیا ہوا ہے ۔سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں، زبان سے سب یہی کہتے ہیں مگر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی حقیقت بھی کسی کے دل میں ہے یا نہیں ؟ اسے معلوم کرنے کے لئے ایک تھرمامیٹر کی ضرورت ہے ،وہ یہ کہ کسی کے متوجہ کئے بغیر دل میں بار بار یہ خیال آتا رہے کہ میرے پاس دین کی جتنی نعمتیں ہیں ان میں سے خدانخواستہ میری کوئی بات یا عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو،یا اپنے کمال پر نظر چلی جائے پھر اس کا وبال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام نعمتیں مجھ سے چھین لیں، یہ خیال ہر وقت دل ودماغ پر مسلط رہے، خصوصا جب کسی نیک عمل کی توفیق ہو جائے ،برائی سے بچنے کی توفیق ہو جائے ، دوسروں کو پڑھانے کی تبلیغ کی توفیق ہو

جائے اور اس تبلیغ پر اثر بھی مرتب ہو رہا ہو، کبھی اَللّٰھُمَّ اَنَّا نَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی طَاعَتِکَ کی دعا ہوتی رہے۔ کبھی لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی دعا ہو۔ بس ہر وقت ڈر لگا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مالک کی دستگیری سے نظر ہٹی اور اپنے کمال پر نظر گئی تو اللہ تعالیٰ تمام نعمتیں سلب نہ فرمالیں۔

ایمان کی علامت ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما خافہ الا مؤمن ولا امنہ الا منافق (بخاری) اللہ سے صرف مومن ہی ڈرتا ہے یعنی اسے ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ میرا یہ علم وعمل اور یہ کمالات سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں، میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں، ذرا سی ان کی نظر کرم ہٹی اور تباہ و برباد ہوئے۔ اور منافق کے دل میں کبھی یہ خطرہ نہیں آتا وہ ہمیشہ مطمئن رہتا ہے۔

اپنا جائزہ لیں کہ اگر دل مطمئن رہتا ہے اور کبھی خطرہ نہیں آتا، ہر وقت یہ خوشی رہتی ہے کہ ہم اتنے نیک بن گئے، دوسروں کو بھی تبلیغ کر رہے ہیں، اتنے لوگوں کو دیندار بنا دیا، ہمارا یہ کمال اور وہ کمال، بس اسی میں ہر وقت مست ہیں تو یہ علامت نفاق ہے، ڈرنا چاہئے، ڈرتا بھی رہے اور امید بھی رکھے، خوش بھی رہے، خوشی کس پر؟ اس پر نہیں کہ میں کام کر رہا ہوں بلکہ اس پر کہ میرا مالک مجھ سے کام لے رہا ہے لیکن صرف زبان اور عقیدے تک یہ خیال کافی نہیں، بلکہ یہ خیال دل میں اتر جائے، دل اس سے رنگ جائے، بار بار یہی خیال آتا رہے کہ میرا مالک مجھ سے کام لے رہا ہے الغرض دونوں چیزیں ہوں خوف بھی ہو اور امید بھی ہو۔

حق تعالیٰ شانہ ہمیں ان باتوں کے استحضار کے ساتھ اخلاص حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین یارب العالمین)

برائی کے بعد نیکی

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمہ اللہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہ اور اگر کوئی برائی ہو جائے تو اس کے پیچھے نیکی کر ڈال وہ (نیکی) برائی کو نکال پھینکے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے برتاؤ کر۔ (مشکوٰۃ، کتاب الآداب)

اس حدیث پاک میں مسلمان کو دنیا میں رہنے کا صحیح طریقہ پورے طور پر بتایا گیا ہے اور اس حدیث میں وہ سب اصول آگئے ہیں جن پر ایک مسلمان کی زندگی کے سارے کام ڈھالے جاسکتے ہیں اور ڈھالے جانے چاہئیں۔ ﴿پہلا اصول﴾ یہ ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اکیلے ہو یا آدمیوں کے درمیان ہو اللہ سے ڈرتے رہو وہ صرف تمہارے کاموں ہی سے نہیں بلکہ دل کی نیتوں اور چھپی باتوں تک سے واقف ہے آدمیوں سے ڈر کر یا بدنامی کے خوف سے کوئی بُرا کام چھوڑا تو کیا (ہوا)۔ بات تو جب ہے جب اللہ سے ڈر کر بُرے کام سے بچا جائے یہی بچنا آخرت میں کام آئے گا۔ اس لئے چوری چھپے بدی کرنے والے اور لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر بُرے اعمال میں پھنسے رہنے والے سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں یہ لوگ امن وامان کے لئے زہر قاتل ہیں۔

﴿دوسرا اصول﴾ یہ ہے کہ اگر بری سوسائٹی میں پھنس کر کوئی برا کام کسی سے ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کی تلافی کے لئے کوئی اچھا کام کرے۔ یعنی گناہ کبیرہ کیلئے کے لئے سچے دل سے توبہ کرے بقیہ صفحہ ۴۹ پر

خون: ہمارے خون میں تقریباً ۲ چمچ شکر ہوتی ہے کیونکہ معمولی مقدار سے چائے کی پیالی بھی میٹھی نہیں ہوتی لیکن ہمارے خون میں شکر کی یہ معمولی مقدار اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ اگر اس مقدار سے چند ذرات بھی کم ہو جائیں تو مختلف امراض جسم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

دل: جسامت میں مٹھی کے برابر ہے دل کا طول تقریباً ۱۲ سینٹی میٹر چوڑائی نو سینٹی میٹر اور موٹائی چھ سینٹی میٹر ہے۔ دل کا اوسط وزن مردوں میں ۳۰۰ گرام اور عورتوں میں ۲۵۰ گرام ہے۔ دل ایک منٹ میں ۵ لیٹر خون پمپ کرتا ہے اور ۴۵ سال کی عمر تک دل تقریباً ۳۰ لاکھ ٹن خون پمپ کر چکا ہوتا ہے۔

ہمیں ہوا کی ضرورت: ہمیں روزانہ اپنے جسم میں پھیپھڑوں کے ذریعے پندرہ سو مکعب انچ اور جلد کے ذریعہ ۳۰۰ مکعب انچ صاف ہوا لینی چاہیے جو کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پوری کر دیتے ہیں۔ ایک منٹ میں آدمی سولہ سے اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے اور پورے دن بھر میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے ہر ایک سانس میں پچیس سے تیس انچ ہوا اندر جاتی ہے یہ ہوا پھیپھڑے کی پندرہ فٹ مربع جگہ میں چکر لگاتی ہے ایک دن میں آدمی سانس کے ذریعے ۲۱ ہزار ۶۰۰ گیلن ہوا کھینچتا ہے۔

زبان: زبان پر اللہ تعالیٰ نے تین ہزار خانے ذائقے کے بنائے ہیں جس سے ہم مٹھاس کڑواہٹ اور کھٹائی وغیرہ محسوس کرتے ہیں۔ مختلف زبانوں میں گفتگو کر سکنا زبان کی مدد سے لقمے کو ادھر ادھر کرنے اور کھانے میں مدد ملتی ہے زبان بہت نازک عضو ہے لیکن اللہ تعالیٰ بتیس چھریوں (دانتوں) میں اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

لعاب: لعاب جس میں تقریباً ۹۸ فی صد پانی ہوتا ہے اس کا وجود نعمت ہے لعاب غذا کو تر اور چکنا کر کے نگلنے میں آسانی پیدا کرتا ہے کھانا کھا چکنے کے بعد لعاب صرف اتنا باقی رکھا جس سے حلق تر رہے اور سوکھنے نہ پائے ورنہ حلق خشک ہونے سے دم گھٹنے لگتا اور انسان ہلاکت کے منہ میں چلا جاتا نیز تری اتنی باقی رکھی کہ جس سے گویائی میں آسانی رہے۔ معدہ کے اندر ساڑھے تین کروڑ کے قریب غدود ہوتے ہیں جن میں خاص کیمیائی مادوں کا اخراج ہوتا ہے۔

جگر: جگر انسانی جسم میں سب سے بڑا غدود ہے اس کا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے اس کا وزن ڈیڑھ سے دو کلو تک ہوتا ہے یہ پیٹ کے دائیں طرف پسلیوں کے نیچے معدے کے اوپر ہوتا ہے اور اس کے دو بڑے ٹکڑے ہوتے ہیں دایاں ٹکڑا بڑا اور بائیں ٹکڑا چھوٹا ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ بائیں پسلیوں کے نیچے تک آ جاتا ہے جگر کی اوپر کی سطح گول اور نیچے کی سطح پر پانچ شگاف ہوتے ہیں جو جگر کو پانچ چھوٹوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں جگر میں اربوں ایسے خلیات کا ہونا جو جسم میں پائے جانے والے دوسروں خلیوں سے مختلف ہوتے اور اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ خوردبین کے بغیر ان کا مشاہدہ ممکن نہیں جگر کا انسانی خدمت سے نہ تھکنا بھی نعمت ہے جگر انسان کی خدمت ماں کے پیٹ سے شروع کرتا ہے اور ساری زندگی خدمت کو انجام دیتا رہتا ہے۔ جگر کا مختلف افعال سر انجام دینا کیونکہ جگر میں شکر لحمیات نمکیات اور وٹامن وغیرہ بنتے ہیں جگر کے افعال اس قدر ہیں کہ سائنسدان اس کا نعم البدل نہیں پیش کر سکتے۔

تلی: تلی ایک ایسا غدود ہے کہ جس کی کوئی نالی نہیں اس

بقیہ صفحہ ۲۱ پر

مکتوب نمبر ۳

حال: میں نے گذشتہ خط میں آپ کی نہایت گستاخی کی ہے (گذشتہ خط میں اس قسم کا مضمون تھا کہ باپ بیٹا آپکے پاس کوئی فیصلہ کرانے آئیں انگریزی اور دینی تعلیم کے متعلق تو آپ کیا فیصلہ فرماویں گے؟) اور میں اس گستاخی پر نہایت نادم ہوں اور آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ جب سے مجھے اپنی گستاخی کا احساس ہوا ہے میں نہایت بے چین ہوں اور معافی کا سچے دل سے خواستگار ہوں۔ مجھے معاف فرما دیجئے اور میرے واسطے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بھی مجھے معاف فرمادیں اور دنیا وعاقبت دونوں میں کامیابی عطا فرماویں۔

ارشاد: بالکل معاف دل صاف

مکتوب نمبر ۳

حال: اگر والد صاحب مجھے انگریزی تعلیم کے لئے مجبور کریں اور میں اپنے اخلاق بلکہ دین بچانے کے لئے گھر سے چلا جاؤں تو مجھے اس میں کسی قسم کا گناہ تو نہ ہوگا؟

ارشاد: بلکہ ثواب ہوگا۔

(نوٹ: ہر ایک کے حالات ایک جیسے نہیں ہوتے اس لئے اپنے حالات کے مطابق شیخ سے مشورہ کرنا چاہیے۔ حضرت والا کے حالات حضرت مفتی صاحب کو معلوم تھے اس لئے یہ مشورہ دیا)

حال: خاصکر اس حالت میں کہ میں یہ ارادہ کرلوں کہ پھر ان سے کبھی نہ ملونگا دنیا میں۔

ارشاد: یہ ارادہ گناہ ہے ان کو ایذا دینا ہے جو جرم عظیم ہے۔

مکتوب نمبر ٤

حال: کبھی کبھی محبت کے جوش میں اللہ تعالیٰ کو "میرے مولیٰ" کے الفاظ سے پکارا کرتا ہوں اس میں کچھ حرج تو نہیں؟

ارشاد: نہیں۔

مکتوب نمبر ٥

حال: میں نے کوئی ڈیڑھ سو نمازیں اُس امام کے پیچھے پڑھی ہیں جس کا عقیدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر ناظر ہونے کا تھا۔ اب ان کی قضا پڑھوں یا نہیں؟

ارشاد: مجھکو اس کا علم نہیں ہم پتہ ذیل سے دریافت کرو۔ (حضرت مفتی صاحب نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا پتہ لکھا تھا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے جواب دیا کہ ان نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے احتیاطاً کرلیں تو اختیار ہے۔)

بیعت کی اصل اور اس کا مقصد

بیعت کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ آپس میں خرید و فروخت کرتے تھے تو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تھپکی دیتے تھے۔ بیعت کا مقصد اور حاصل یہ ہے کہ شریعت پر مکمل طور پر پابند رہنا، تمام امور کو اللہ کے احکامات کے سپرد کرنا، اور نفس کو اسی کے تابع کرنا اور جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے اس کی ہر حال میں اطاعت کرنا۔

(دور نبوی کا نظام حکومت ص ۱۱۱)

نیک عورت کی چار صفات

مولانا محمد عمران
قمر القرآن للبنات

نیک عورت کی چار صفات ہیں جس شادی شدہ عورت میں یہ چار صفات موجود ہوں گی اس کو دنیا میں راحت نصیب ہو گی اور آخرت میں انشاء اللہ کامیابی نصیب ہو گی بشرطیکہ فرائض پورے ہوں مثلاً نماز، روزہ وغیرہ۔

پہلی صفت: شوہر کی فرمانبردار ہو یعنی شوہر جو فرمائش کرے اسے پوری کرے نافرمانی کر کے اس کا دل نہ دکھائے بشرطیکہ شوہر کوئی خلاف شرع کام کا حکم نہ دے۔

دوسری صفت: کہ اگر شوہر اپنی بیوی کی طرف دیکھے تو بیوی شوہر کو خوش کر دے یعنی اپنا رنگ ڈھنگ شوہر کی مرضی کے مطابق کرے بعض عورتیں ناراض ہوتی رہتی ہیں بات بات پر منہ پھلانا، بیماری ظاہر کرنے کیلئے خواہ مخواہ کراہنا اپنی عادت بنالیتی ہیں بعض عورتیں میلی کچیلی بنی رہتی ہیں ان سب باتوں سے شوہر کو قلبی اذیت ہوتی ہے ان میں بعض عورتیں وہ بھی ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو نماز، روزہ کی پابند ہونے کی وجہ سے دیندار اور نیک سمجھتی ہیں حالانکہ یہ بات بھی نیک عورت کے اوصاف میں شامل کر دی گئی ہے کہ وہ شوہر کو خوش کرے۔

تیسری صفت: کہ اگر شوہر کوئی قسم کھالیتا ہے اور وہ قسم عورت کے متعلق ہے تو اس قسم کو پورا کرنا ہاں قسم خلاف شرع نہ ہو جیسے شوہر قسم کھاتا ہے کہ تم آج میری والدہ کے پاس ضرور جاؤ گی یا آج ضرور تہجد پڑھو گی شوہر کا یہ قسم کھالینا کہ تم ضرور یہ کام کرو گی بہت زیادہ الفت و ناز محبت کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے تعلق خاص ہوتا ہے جس پر ناز ہوتا ہے اسی سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو۔

چوتھی صفت: یہ ہے کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر میں چھوڑ کر جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی جان اور شوہر کے مال کی حفاظت کیلئے وہی رویہ اختیار کرے جو شوہر کے سامنے رکھتی ہے ایک حدیث میں۔ لا تبغیہ خونا فی نفسھا ولا مالہ ترجمہ اپنی جان اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے (مشکوۃ المصابیح ص ۲۸۲)

اللہ تعالیٰ سب عورتوں میں ان اوصاف کو پیدا کرے اور ان اوصاف کی وجہ سے شوہر خوش ہو گا جب شوہر خوش ہو گا تو اللہ کی خوشنودی حاصل ہو جائے گی۔ جنت میں جگہ بھی میسر ہو گی۔ حدیث ہے وعن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایما امراءۃ ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنۃ ترجمہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا جو عورت اس حال میں وفات پا گئی کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو نیک بنائے (آمین)

ادب نجات کا سبب ہے

حافظ تنویر احمد صاحب
جامعہ رحیمیہ قادریہ حمر کلاں

اللہ تعالیٰ نے انسان پر بے شمار نعمتیں فرمائی ہیں ۔ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ایسی ہے جس کی بدولت انسان بندوں اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور وہ نعمت "ادب" ہے۔ اگر انسان کو ادب حاصل ہو جائے تو اسے بہت کچھ حاصل ہو جاتا ہے اگر ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔ بے ادب دنیا و آخرت میں محروم رہتا ہے ۔اسی ادب کی بدولت انسان بلندیاں حاصل کرتا ہے باادب انسان کو ہر آدمی محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔اور بے شمار لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ انہوں نے اسی ادب کی بدولت بہت ساری کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

ان میں ایک امام ابو ایوب سلیمان بن داؤد شاذکونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں ان کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔ پوچھا کہ کس عمل کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرمائی؟ اس بزرگ نے جواب دیا کہ ایک روز میں اصفہان کی طرف سفر کر رہا تھا کہ راستے میں زوردار بارش شروع ہو گئی ۔مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہوئی کہ میرے پاس کچھ کتابیں ہیں اگر وہ ضائع ہو گئیں تو میری ساری جمع پونجی لٹ جائے گی اور قریب کوئی ایسا سایہ بھی نہ تھا جس کے نیچے جا کر پناہ لی جا سکے ۔چنانچہ میں ان کتابوں کو اپنی ران پر رکھ کر خود ان کتابوں پر جھک کر کتابوں کی بارش سے حفاظت کی یہاں تک کہ ساری رات اسی حالت میں گذر گئی ۔پس میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور میری نجات کا سبب بنا۔

پیارے بچو! اس حکایت کا تعلق صرف پڑھنے یا سننے سے نہیں بلکہ اس سے سبق حاصل کرنا ہے۔لہذا ہم سب پر لازم ہے کہ ہم ادب کو اپنے لیے لازمی سمجھیں اور ادب کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔اور ویسے بھی کہا جاتا ہے کہ "کلّٰہ دین کلہ ادب" دین سارا کا سارا ادب ہے شریعت پر عمل پیرا ہونا یہ مکمل ادب ہے اور ادب انسان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت اور رضا کا سبب ہے اور رضا نجات کا سبب ہے۔(ماخوذ از راہ ص:۱۱۲)

بقیہ برائی کے بعد نیکی

اور اللہ سے مغفرت مانگے اور صغیرہ گناہ کے لئے صدقہ خیرات دے، کوئی نیک کام کرے اس سے وہ (صغیرہ گناہ) معاف ہو جاتے ہیں ۔

﴿تیسرا اصول﴾ یہ ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ نرمی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے ۔مزاج کا کڑوا نہ بنے بلکہ ہر ایک سے نرمی اور شیریں کلامی سے بات کرے تاکہ ہر آدمی سے مل کر خوش ہو اور آپس میں کوئی رنجش نہ ہونے پائے۔

یہ ایسے اصول ہیں کہ جس نے انہیں گرہ میں باندھ لیا اس نے اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار لیں ۔(مگر) کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں میں سب کچھ ہے مگر یہی نہیں: اللہ کا ڈر نہیں، برے کاموں کی تلافی کا فکر نہیں اور اخلاق تو جیسے ہیں وہ ڈوب مرنے کے قابل ہیں

(ماخوذ از درس حدیث)

آداب رزق

حافظ محمد عدیم صاحب
گلشن طرا تمیر کلاں

رزق کے متعلق چند آداب درج ذیل ہیں۔

(۱) حتی الوسع کوشش کی جائے کہ کھانا باوضو کھایا جائے۔

(۲) زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھانا میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے زیادہ ادب کے قریب ہے۔

(۴) پلیٹ میں کھانا لے کر کھڑے ہو کر یا چل کر کھانا کھانے کی بے ادبی ہے چل پھر کر کھانا کھانا حیوانوں کے مشابہ ہے۔

(۴) ٹیک لگا کر کھانا کھانا خلاف سنت ہے۔

(۵) کھانے میں عیب نکالنا بے ادبی ہے۔ اگر کھانا پسند نہ آئے تو نہ کھایا جائے۔ معمولی باتوں پر نکتہ چینی نہ کرنی چاہئے۔ (۴) گر کھانا پسند آجائے تو اس کی تعریف کرنا ادب میں شامل ہے۔ (۷) سالن سے آلودہ ہاتھ کو چاٹ لینا بہتر ہے۔ ہاتھوں سے لگے ہوئے سالن کو پانی سے دھو کر نالی میں بہادینا خلاف ادب ہے۔ اسی طرح برتن کا بچا ہوا سالن اچھی طرح صاف کر دیا جائے۔ بعض لوگ تو سالن ڈالتے وقت پلیٹ بھر لیتے ہیں مگر تھوڑا سا کھا کر باقی ضائع کر دیتے ہیں یہ خلاف ادب ہے۔ (۸) دستر خوان پر گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھا لینا سنت ہے۔ (۹) بعض لوگ روٹی کے ٹکڑے کوڑا کرکٹ میں ڈال دیتے ہیں یہ سخت بے ادبی ہے۔ دیکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ ان ٹکڑوں کو اٹھا کر اونچی جگہ پر رکھ دیں۔ ایک بزرگ اپنی سواری پر بیٹھے کہیں جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ چنے بھی کھا رہے تھے ایک چنا ہاتھ سے گر گیا۔ انہوں نے سواری کو روک کر اس کو اٹھا کر کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے اس بزرگ کی مغفرت فرمادی کہ اس بندے نے میرے رزق کا ادب کیا ہے۔ (۱۰) آج کل مشروبات پیتے ہوئے تھوڑا سا مشروب برتن میں بچا دینا فیشن بن گیا ہے یہ تکبر کی علامت ہے اور رزق کی بے ادبی ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو آپ کیلئے ایک گلاس میں دودھ لایا گیا آپ نے اس کو نوش فرمایا اور تھوڑا سا بچا ہوا سرھانے رکھ دیا اسی دوران آپ کی آنکھ کھل گئی۔ جب بیدار ہوئے تو گلاس کو اپنی جگہ سے غائب پایا۔ خادم سے پوچھا کہ اس بچے ہوئے دودھ کا کیا کیا۔ خادم نے جواب دیا کہ وہ ایک گھونٹ ہی تو تھا وہ میں نے پھینک دیا ہے۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے رزق کی ناقدری کی ہے۔ خود ہی پی لیتے کسی پرندے کو پلا دیتے تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ ہو جاتا۔ پھر ایک اصول سمجھایا کہ جن چیزوں کی انسان کو اپنی زندگی میں زیادہ مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اس کی تھوڑی مقدار کی قدر اور تعظیم اس کے ذمے واجب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق فرمائیں (آمین)

(ماخوذ از با ادب با نصیب)

وضاحت: علم و عمل شمارہ نمبر ۷ بیک ٹائٹل (Back Titel) میں شائع ہوا تھا "جو شخص اپنے پیشاب پر تھوکنے کی عادت ڈالے اس کی کمر میں درد نہ ہوگا" یہ عملیات سے متعلق ہے اس لئے درست ہے (حوالہ حیات حیوان ج ۲ ص ۴۵۵)

انسان کامل کہلانے کا مستحق صرف وہی شخص ہے جو جسمانی اعتدال کے ساتھ روحانی اور اخلاقی اعتدال بھی رکھتا ہو (معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب ۳۶۷/۱)

بچیاں اور بچوں کا علم و عمل

عدد سات کے بارے میں معلومات

طالبہ
درجہ ثالثہ
جامعہ عبداللہ بن عمر

(۱) آسمانوں کی تعداد سات ہے۔(۲) زمینوں کی تعداد سات ہے۔(۳) قرآن پاک کی منزلیں سات ہیں۔(۴) کعبہ کے طواف سات چکر ہیں۔(۵) سعی بین الصفا والمروۃ سات چکر ہیں۔(۶) رمی جمار سات کنکریاں ہیں۔(۷) آنکھ کی حفاظت کرنے والے سات فرشتے ہیں۔(۸) انسان کی تخلیق سات مرحلوں میں ہوئی۔(۹) جہنم کے دروازے سات ہیں۔(۱۰) عیدین کی تکبیریں سات ہیں۔(۱۱) جہنم کے طبقات سات ہیں۔(۱۲) اصحاب کہف کی تعداد سات ہے (ایک قول پر)(۱۳) انبیاء کے ناموں میں سے سات نام منصرف ہیں۔(۱۴) گائے اور اونٹ کی قربانی میں شرکاء کی تعداد سات ہے (۱۵) سورۃ فاتحہ کی آیات سات ہیں۔(۱۶) ہفتے کے دن سات ہیں (۱۷) قوس قزح میں سات رنگ ہوتے ہیں (۱۸) سات قسم کے بندوں کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ دیں گے (۱۹) سات برس کی عمر میں بچوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلانے کا حکم ہوا ہے (۲۰) لفظ پاکستان کے سات حروف ہیں۔(۲۱) حلال جانور کی سات چیزیں حرام ہیں (۱) ذکر (مذکر کی پیشاب گاہ)۔(۲) فرج مادہ (مؤنث کی پیشاب گاہ)۔(۳) مثانہ۔(۴) غدود حرام یعنی مغز جو پشت کے مہرہ میں ہوتا ہے۔(۵) خصیہ (کپورے)۔(۶) پتہ (جو کلیجی کے ساتھ تلخ پانی کی جگہ ہے)۔(۷) بہتا ہوا خون۔(احسن الفتاوی ۷/۲۰۱)(۲۲) جب بچہ پیدا ہو سنت یہ ہے کہ ساتویں دن نام رکھا جائے (۲۳) دنیا میں کل براعظم سات ہیں (۲۴) روشنی سات رنگوں کے مجموعہ کا نام ہے (۲۵) دنیا کی کل عمر بعض روایات کے مطابق سات دن ہے (۲۶) کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمات سات ہیں (۲۷) اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر طوفان باد سات رات تک جاری رکھا (۲۸) نبی علیہ السلام نے اپنے مرض میں سات مشکیزے پانی سے غسل کرانے کیلئے فرمایا (۲۹) جس برتن میں کتا منہ مارے اس کو سات مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا تا کہ اس کے برے اثرات مکمل طور پر زائل ہو جائیں (۳۰) امت محمدیہ کے جنت میں بلا حساب جانے والے سات ہزار افراد ہوں گے۔

بقیہ: خون، جگر، معدہ

شکل چپٹی مستطیل ہوتی ہے اس کی رنگت سرخ سیاہی مائل ہوتی ہے تندرست آدمی کی تلی کی لمبائی تقریباً پانچ انچ، تین یا چار انچ موٹائی ڈیڑھ انچ اور وزن تقریباً اڑھائی یا تین چھٹانک تک ہوتا ہے یہ پیٹ کے بائیں طرف نیچے والی پسلیوں کے نیچے ہوتا ہے۔علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس پر مداومت کرے کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دائیں پھر بائیاں پہنے اور جب نکالے تو پہلے بائیاں اور داہناں نکالے تو وہ تلی کے درد سے مامون رہے گا۔

گردہ: گردے کی شکل لوبیے کی طرح ہوتی ہے جسامت میں چار انچ لمبا اور دو انچ چوڑا اور ایک انچ موٹا ہوتا ہے اس کی رنگت سرخی مائل بھوری ہوتی ہے اس کی ساخت نیفرون پر مشتمل ہوتی ہے گردہ کا سب بڑا اور اہم کام خون کو صاف رکھنا یہ زہریلے اجزا کو جسم سے پیشاب کی صورت میں خارج کرتے ہیں گویا کہ یہ فلٹر پلانٹ کا کام کرتے ہیں نیز دونوں گردوں میں چوبیس لاکھ فلٹر پلانٹ لگے ہوتے اور ہر پلانٹ پیشاب بنا سکتا ہے ہر روز انسانی گردوں سے دو سو لیٹر پلازما (خون کا مائع جزو) فلٹر ہوتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ...... بچیاں خاتون بنیں تو ایسی...... ﴿از مدیر﴾

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ بہت بڑی اللہ کی ولیہ گذری ہیں ان کے والد کا نام اسماعیل تھا جو کہ نام مزاہد تھے حضرت رابعہ بصرہ میں پیدا ہوئیں عمر کا زیادہ حصہ وہیں گذرا اس لئے بصریہ کہلائیں۔ **آپ نے غربت میں آنکھ کھولی** ۔والدین اتنے غریب تھے کہ آپ کی پیدائش کے وقت دیا جلانے کیلئے تیل تک بھی نہ تھا کسی سے مانگ کر ضرورت پوری کی گئی ۔ان ہی ایام میں ملکی انقلاب آیا اور بہنوں سے جدا ہو گئیں بعد کچھ عرصہ غلامی میں گذرا اس لئے آپ کی ذات میں توکل اور صبر جیسی خوبیاں پیدا ہو گئیں ۔**بڑے بڑے بزرگ آپ سے فیض حاصل کرتے تھے** ۔منقول ہے کہ حضرت رابعہ شروع میں کسی کی باندی تھیں سارا دن ان کی خدمت کرتیں اور رات کو آقا کو سلا کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں۔ **ایک دن آقا اٹھا** رابعہ بستر پر نہیں تھیں تلاش کیلئے نکلا وہ اپنے رب سے محو گفتگو تھیں اللہ تعالیٰ سے کہتیں کہ اگر تو مجھے اپنے کسی بندے کے تابع نہ کرتا تو تجھے چھوڑ کر کہیں کسی کی طرف ایک لمحہ کے لئے منہ کرتیں اس آقا نے یہ ماجرا دیکھا تو صبح کو حضرت رابعہ کو آزاد کر دیا۔خوش ہو کر شہر سے باہر خراب مکان میں رہنا شروع کر دیا۔پھر بقیہ زندگی خوب دن رات عبادت میں گذاری **حضرت رابعہ کے سفر کا عجیب واقعہ** کہتی ہیں کہ میں بڑھاپے کے زمانے میں ایک صحرا سے گذر رہی تھی مجھے سخت پیاس لگی دور دور تک کہیں پانی کا نشان بھی نہ تھا آخر کار ایک کنواں نظر آیا اور میں بڑی خوش ہوئی لیکن جب دیکھا کہ پانی نکالنے کا کوئی سامان نہیں ہے تو غمزدہ ہو گئی نا امیدی کی حالت میں وہیں بیٹھی تھی کہ چند ہرنیاں آئیں کنویں کے نزدیک پہنچیں تو پانی کناروں تک آ گیا وہ پانی پی کر چلی گئیں ان کے جاتے ہی پانی نیچے اتر گیا میں یہ دیکھ کر مایوس ہوئی کہ اتنی عبادت کرنے کے باوجود بھی اس قابل نہ ہو سکی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنی رحمت ہرنیوں پر فرمائی ہے اس طرح مجھے بھی اپنی رحمت سے نوازے پھر کہتی ہیں کہ اسی وقت ندا آئی کہ اے رابعہ تیری نظر اسباب پر تھی تو رسی اور ڈول ڈھونڈ رہی تھی مگر ان بے زبان مخلوق کی نظر مسبب الاسباب یعنی حق تعالیٰ پر تھی اس لئے ان کے لئے پانی اچھال دیا اگر تو بھی سبب کو دل سے نکال دیتی تو تیرے لئے بھی پانی اچھل کر آ سکتا تھا ۔

حضرت رابعہ کا سفر حج: آزاد ہو چکنے کے بعد جب یہ خچر پر سوار ہو کر حج کو چلیں تو اچانک راستے میں خچر مر گیا قافلہ والوں نے کہا کہ تم پریشان نہ ہو ہم تم کو سوار کر لیں گے کہنے لگیں شکریہ آپ چلیں میری فکر نہ کریں لاچار ہو کر قافلہ روانہ ہو گیا حضرت رابعہ زار و قطار گڑگڑا کر رونا شروع ہو گئیں کہ اے میرے مالک تو نے اپنے لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلایا اور راہ میں خچر مر گیا پس تیری لونڈی ہو کر اب کیا کسی اور کی کہلاؤں گی یا کسی اور کی خوشامد کروں گی کیا تو میرے پریشان حال سے آگاہ نہیں پھر قدرت خداوندی سے وہ خچر زندہ ہو گیا۔**حاکم بصرہ نے ان سے شادی کا کہا** محمد بن سلیمان ہاشمی حاکم بصرہ نے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون سی عورت ان کے شایان شان ہو سکتی ہے دوستوں نے حضرت رابعہ کا مشورہ دیا حضرت رابعہ سے پوچھا گیا تو انکار فرمایا جب پوچھی گئی تو تین شرطیں بتائیں میرے ایمان پر مرنے کی ضمانت دے دو قیامت کے دن مجھے میرے اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دلوا دو محشر میں جنتی و دوزخی گروہوں میں سے کس گروہ میں شامل ہوں اس کا پتہ لگا دو چنانچہ بقیہ زندگی شادی نہیں فرمائی حضرت رابعہ غلام تھیں غریب تھیں کالے رنگ کی تھیں حسن و جمال بھی نہ تھا اور نہ ہی وہ چار چیزیں ہیں جو عورت کیلئے خوبیاں ہوتی ہیں اس کے باوجود ان کی عبادت کا حال یہ تھا کہ روزانہ ہزار رکعتیں پڑھتیں سوت کے کپڑے پہنتیں، بوریے پر سوتی تھیں ۹۵ھ پیدائش اور ۱۸۰ھ تاریخ وفات ہے آج کل کی نوجوان بچیاں مغرب زدہ نہ بنیں بلکہ ان جیسی خاتون بننے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ تمام بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کامل و مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) **کلید بہشت**

جامعہ کے شب و روز

ماھانہ بیان: مورخہ ۲ جون کو مولانا عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر و مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور نے فرمایا موضوع تھا "**باطن کی اصلاح**"

ششماہی امتحان (منعقدہ 16 تا 19 ربیع الثانی) میں انعام کے حامل طلباء کے نام

درجہ						
درجہ خامسہ:	اول	فیض اللہ	دوم	مبارک علی		
درجہ رابعہ:	اول	معظم علی	دوم	محمد عمران ہزاروی		
درجہ ثالثہ:	اول	محمد وسیم	دوم	ضیاء الرحمٰن		
درجہ ثانیہ:	اول	محمد منیر	دوم	محمد انور	سوم	محمد ثاقب
درجہ اولیٰ:	اول	محمد قاسم	دوم	شاہد اسلام	سوم	خرم شہزاد

تعمیرات جو ہو چکی یا ہو رہی ہیں

(۱) بحمد اللہ چار مکانوں پر مشتمل اساتذہ کے گھروں کی ایک بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اور عنقریب اسی کے اوپر دو کوارٹر تعمیر کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ

(۲) درس گاہوں کی بلڈنگ تین منزل تعمیر ہو چکی ہیں ڈیڑھ منزل مکمل تیار ہے کچھ پلستر اور کھڑکیاں دروازے باقی ہیں ہے۔

(۳) جامع مسجد "اشرف المساجد" کے ہال، برآمدہ اور گیلریاں مکمل ہو چکے ہیں جبکہ بڑے صحن شمالی اور جنوبی مشرقی برآمدہ کی تعمیر ابھی باقی ہے۔

(۴) مسجد کے بیت الخلا کی عمارت اور اس پر ایک گھر کی تعمیر بحمد اللہ مکمل ہو چکی ہے البتہ بیت الخلا کا فرش ابھی باقی ہے لیکن بیت الخلاء عارضی طور چالو ہیں۔

(۵) مسجد کے وضوخانے کی تعمیر بحمد اللہ مکمل ہو چکی ہے لیکن فرش پر ٹائلوں کا کام جلد شروع ہوا چاہتا ہے۔

(۶) مطبخ کے ساتھ ملحقہ کوارٹر کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور کوارٹر کے اوپر دوسرے کوارٹر کا منصوبہ ہے۔

(۷) طلباء کیلئے وسیع دار الاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) اور گھروں کی دوسری بلڈنگ زیر منصوبہ ہیں۔

نوٹ مدرسہ کا ماہانہ خرچ تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے اور سالانہ خرچ تقریباً 18 لاکھ سے اوپر ہو چکا ہے۔

التماس قارئین کرام سے جامعہ ہذا اور دیگر مراکز اسلامیہ، مدارس دینیہ، علماء کرام، طلباء عظام کی حفاظت و کفالت وغیرہ کی درخواست ہے نیز اپنے اس رسالہ کی ترقی کیلئے بھی دعاء کو رہیں۔

علم و عمل
صدر وفاق المدارس حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم
کی نظر میں
باسمہ سبحانہ
الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی
آلہ وصحبہ الطیبین والطاہرین وعلی من تبعہم باحسان و یقین
مولانا عتیق الرحمن صاحب مہتمم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور "علم و عمل" کے نام سے
ماہنامہ نکالتے ہیں یہ رسالہ اپنے متنوع اور مفید مضامین کے اعتبار سے اچھی خاصی مفید معلومات
پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی سرپرستی
رسالے کے معتبر ہونے کے لئے کافی وافی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالے کی
افادیت میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین
سلیم اللہ خان جامعہ فاروقیہ کراچی
پانچواں عظیم الشان
جامعہ عبداللہ بن عمر کا
(ایک روزہ)
سالانہ جلسہ
ماہ ستمبر میں منعقد ہو رہا ہے (انشاءاللہ)
تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا انشاءاللہ
خواتین کا با پردہ انتظام بھی ہوگا انشاءاللہ
عام شرکت کی اجازت ہے
مدارس، یونیورسٹیز، کالجز کے طلبا اور طالبات تاجر اور زمیندار طبقہ خصوصی طور پر مدعو ہوگا